■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ استاد القراء حضرت قاری نسیم احمد
■ کتابوں کی دنیا
■ حالات حاضرہ میں مسلمانان کے لیے......
■ مشکل حالات میں دین پر استقامت
■ بدحال طبی ڈھانچہ، سسکتا تعلیمی نظام
■ نہرو بنام پٹیل

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 7 مورخہ ۲۵ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲ر فروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اوندھے منہ

''شیئر بازار میں جمعہ کو آئی بھاری گراوٹ سے بہار کے شیئر ہولڈروں کو قریب دو سو پچاس کروڑ روپے کا نقصان اٹھانا پڑا، اکیلے پٹنہ کے سرمایہ کاری کرنے والوں کے شیئر اور موچیول فنڈ ملا کر قریب ایک سو پچاس کروڑ روپے ڈوب گیے''۔ (پربھات خبر ۳ر فروری ۲۰۰۸ء)

ہمارے وزیر خزانہ ارون جیٹلی پارلیامنٹ میں جو بجٹ بھاشن پڑھ کر سنایا تھا، اس کے بارے میں عام رائے یہ تھی کہ اس بجٹ میں غریبوں اور سرمایہ کاروں کی خصوصی رعایت کی گئی ہے اور محرومی متوسط طبقے کے حصہ میں آئی ہے، اس لیے کہ بجٹ میں اس کے لیے کسی سہولت کا اعلان نہیں کیا گیا ہے، بجٹ کے پہلے والی پیشین گوئی میں ٹیکسوں میں چھوٹ اور سلیب میں تبدیلی کے امکان کا چرچا بہت کیا گیا تھا، اس لیے امید ہو چلی تھی کہ چھوٹے سرمایہ کاروں کو بھی اس بجٹ میں ٹیکسوں میں چھوٹ کی حد بڑھا کر سہولت دی جائے گی، لیکن پوری بجٹ کی تقریر جملے بندی، اور وعدے پر مرکوز رہی ہے، یہ جملے بھی کچھ خاص طبقات کو سامنے رکھ کر کہے گیے، جو سننے میں بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں اور ان کا حاصل یعنی آؤٹ پُٹ (out put) کچھ نہیں ہوا کرتا، اسی لیے عام بجٹ پیش ہونے کے اگلے دن ہی شیئر بازار میں بھاری گراوٹ درج کی گئی، جمعہ کو سنسکس ۹۱ء۸۳۹ یعنی ۳۴ء۲ فی صد نیچے چلا گیا، اور بازار ۵۷ء۳۵۰۶۶ پر بند ہوا، اس گراوٹ کی وجہ سے سرمایہ کاروں کے ۶ء۴ لاکھ کروڑ روپے ڈوب گیے، دوسری طرف نفٹی ۳۰ء۲۵۶ یعنی قریب ۳۳ء۲ فی صد لڑھک گیا اور بازار ۶۰ء۱۰۶۰ پر بند ہوا، اس کے ساتھ ساتھ نیشنل اسٹاک ایکسچینج، مڈکیپ انڈکس میں ۳۴ء۴ فی صد اور اسمال کیپ میں ۰۶ء۶ فی صد کی کمزوری سامنے آئی، پی ٹی آئی کے مطابق بجاج آٹو، بھارتیہ ایرٹیل، اکسس بینک، ماروتی سوزوکی، ریلائنس انڈسٹریز، ٹاٹا اسٹیل مہندرا اینڈ مہندرا، اچ ڈی اف سی لمیٹیڈ، آئی سی آئی سی آئی بینک، ہیرو موٹر کارپ کے شیرز ۹۰ء۴ سے لے کر ۹۷ء۲ فی صد گر گیے، ایشائی بازار میں نک کئی (جاپان) ہنیگ سینگ (ہانگ کانگ) کو بھی تھوڑا ہی سہی، لیکن اس بجٹ کے اثرات جھیلنے پڑے۔ اعداد وشمار کے اعتبار سے ۲۴ر اگست ۲۰۱۵ء کے بعد ایک دن میں یہ سب سے بڑی گراوٹ ہے، ۲۴ر اگست ۲۰۱۵ء کو سینسلس ایک دن میں ۵۱ء۱۶۲۴ انک گر گیا تھا، حالیہ گراوٹ پر کانگریس کے صدر حزب مخالف کے لیڈر راہل گاندھی نے مزاحیہ انداز میں کہا کہ پارلیمانی زبان میں سنسلس نے مودی کے بجٹ کے خلاف ۸۰۰ انکوں میں زبردست عدم اعتماد کی تحریک پیش کی ہے۔

اس بجٹ نے بہار کو اور بھی بے حال کیا ہے، ایک سو پچاس کروڑ کا تنہا نقصان پٹنہ کے سرمایہ کاروں کا ہوا، ایک اندازہ کے مطابق ریاست بہار میں پندرہ لاکھ سے زیادہ شیر بازار میں سرمایہ کاری کرنے والے لوگ ہیں، جن میں سے ساٹھ لاکھ لوگ صرف پٹنہ کے باشی ہیں، ماہرین اقتصادیات ومعاشیات کی رائے ہے کہ ابھی سرمایہ کاروں کو شیر بازار میں سرمایہ لگانے سے گریز کرنا چاہیے، اپنے روپے محفوظ رکھیں اور بازار کے معمول پر آنے کا انتظار کیا جائے اور اگر سرمایہ کاری کی جلدی ہو تو مختلف کمپنیوں میں تھوڑی تھوڑی سرمایہ کاری کی جائے اور طویل مدت کے لیے کی جائے، ہوسکتا ہے چند دنوں میں پھر سے شیر بازار میں اُچھال آئے، لیکن یہ صرف امکان ہے، معاملہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے، اس لیے سرمایہ کاروں کو کوئی جوکھم نہیں اٹھانا چاہیے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں ایسا کیا کچھ پیش کر دیا گیا، جس نے شیئر بازار کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا اور سرمایہ کاروں نے طویل مدتی شیئر کو جلد بازی میں بیچنا شروع کر دیا، باخبر ذرائع کے مطابق ایسا اس لیے ہوا کہ حکومت نے بجٹ میں شیئر سے ہونے والی کمائی پر دس فی صد طویل مدتی کیپٹل گین ٹیکس (ای ٹی سی جی) لگانے کا اعلان کیا، جس سے سرمایہ کار ناراض ہوئے، اسی طرح ملکی خزانہ میں گھاٹے کی شرح ۵ء۳ فی صد رکھنے کا نشانہ مقرر کیا، جس سے مارکیٹ میں مایوسی پیدا ہوئی، اگر سرکار اس کو ۲ء۳ فی صد یا اس سے نیچے رکھتی تو شیئر بازار میں مایوسی کے بجائے جوش دکھائی پڑتا، (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

ہوا کا رخ

''بجٹ پیش کرنے کے دوران بار بار اہل اقتدار کو راجستھان کے ریگزاروں سے اٹھنے والے ریت کے طوفان اور خلیج بنگال سے اٹھنے والی طوفانی ہواؤں کے سیاسی تھپیڑوں نے پریشان کر دیا،...... کیوں کہ اس بار زلزلے کے جھٹکے ہندوکش کی پہاڑیوں سے نہیں، ہندوتو کے ریتیلے میدانوں کی طرف سے آئے ہیں۔ (اداریہ انقلاب ۲ر فروری ۲۰۱۸ء)

گذشتہ ہفتہ پارلیامنٹ میں بجٹ کی پیشی نے ایک بڑی اور اہم خبر کو پس پشت ڈال دیا، الکٹرونک میڈیا نے جان بوجھ کر بجٹ پر مذاکرہ اور بحث کے نام پر اس خبر کو بلیک لسٹیڈ کر دیا، یہ خبر تھی راجستھان اور مغربی بنگال کے ضمنی انتخاب میں بی جے پی کی شکست فاش کی، راجستھان کی تینوں سیٹوں پر اسے شکست فاش ملی، جب کہ بنگال کی دو سیٹوں پر ممتا بنرجی نے اپنی چمک باقی رکھی اور ثابت کر دیا کہ ابھی ان کے اقتدار کا سورج زوال پذیر نہیں ہوا ہے، وہاں مرحوم سلطان احمد کی الوبیڑیا پارلیمانی سٹ، جو ان کی موت کی وجہ سے خالی ہوئی تھی، اس پر ان کی بیوہ ساجدہ احمد نے پورے پانچ لاکھ ووٹوں کے فاصلے سے تاریخی جیت حاصل کی، یقیناً اس جہت میں سابق ام پی سلطان احمد مرحوم کی اپنی مقبولیت، ہمدردی اور ترنمول کانگریس سے جڑنے کے جذبہ کی وجہ سے یہ ممکن ہوسکا، حالاں کہ بی جے پی نے اس علاقہ میں کئی بار فرقہ وارانہ جھڑپ کرا کر اکثریتی سماج کے ووٹوں کو متحد کرنا چاہا تھا، لیکن اس کی ساری کوشش اور امیدوں پر پانی پھر گیا۔

نوپاڑہ اسمبلی حلقے کی سیٹ بھی ترنمول کے کھاتے میں چلی گئی، حالاں کہ اس علاقہ میں ترنمول کانگریس چھوڑ کر بی جے پی جوائن کرنے والے مکل رائے کا اچھا خاصہ دبدبہ اور اثر ہے، اسی وجہ سے جب ترنمول کانگریس چھوڑ کر مکل رائے نے بی جے پی کا جھنڈا اٹھایا تو بی جے پی نے یہ تاثر دیا کہ بنگال کا قلعہ اب فتح ہو گیا، اور اب بی جے پی جب چاہے گی مغربی بنگال پر بھگوا جھنڈا لہرا دے گی، لیکن اس انتخاب نے ثابت کر دیا کہ مغربی بنگال میں ابھی کسی کی دال گلنے والی نہیں اور مکل رائے اگر دبنگ اور دبدبہ والے تھے یا ان کا چہرہ چمک رہا تھا تو یہ ان کی چمک نہیں تھی یہ چمک ممتا دیدی کے چہرے کی چمک سے مستعار تھی، یعنی جو بھی اجالا تھا مانگے کا تھا۔

راجستھان میں ہوئے تین سیٹوں کا نتیجہ اس سے زیادہ چونکانے والا تھا، وہاں دو لوک سبھا اور ایک اسمبلی سیٹوں کے ضمنی انتخاب میں بی جے پی کی کرادی ہار ہوئی، الور اور اجمیر لوک سبھا سیٹ اور مانڈل گڈھ اسمبلی سیٹ میں بھاری فرق سے کانگریس نے فتح کا پرچم لہرایا، یہ نتیجہ اس لیے حیران کن بن گیا کہ وہاں بی جے پی کی ہی حکومت ہے اور وہ جیت درج کرانے اور حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے کسی حد تک جا سکتی ہے، اور کوئی بھی ہتھکنڈہ استعمال کر سکتی ہے، جس سے ساری دنیا واقف ہے، لیکن یہاں ہتھکنڈوں نے بھی کام نہیں کیا اور تینوں سیٹیں کانگریس کی جھولی میں چلی گئیں، ان پانچ ضمنی انتخاب کے نتائج بتا رہے ہیں کہ ہوا کا رخ بدل رہا ہے اور پتنگ کی ڈور بی جے پی کے ہاتھ سے چھوٹ رہی ہے، بی جے پی نے اس ڈور کو اپنے قبضے میں کرنے کے لیے منصوبہ بندی اور حکمت عملی ابھی سے طے کرنی شروع کر دی ہے، اسے معلوم ہے کہ ہندو ووٹ کو متحد کرنے کے لیے جذباتی نعرے اور مذہبی ایشوز بہت کام کرتے ہیں اور ایک بار اگر اکثریت والے ووٹ کو جذباتی نعروں سے متحد کر لیا گیا تو رائے دہندگان جذبات کی رو میں بی جے پی کا ساتھ دیدیں گے اور مشن ۱۹ر کو کامیابی سے ہم کنار کیا جا سکے گا، بی جے پی کی ترنگا یاترا کچھ پرانی ہو چلی ہے، اس لیے وہ مہابری جھنڈوں کے ساتھ ساتھ امسال گئو دھوج یاترا کا بھی اہتمام کر رہی ہے، فساد کی شروعات کاس گنج سے ہو چکی ہے، جس میں یک طرفہ گرفتاری اور مسلمانوں کی دکانوں کو جلایا جا رہا ہے، یوگی کی حکومت نے ظلم وجبر کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں اور یہ اس صورت میں ہے جب مختلف غیر مسلم لیڈران کے بیان میں یہ بات آچکی ہے کہ غیر مسلم اپنے ہی غیر مسلم بھائی کے ہاتھوں قتل ہوا تھا، لیکن سزا مسلمانوں کو دی جا رہی ہے، سارے انصاف کے تقاضے وہاں بالائے طاق رکھ دیے گیے ہیں اور کوئی تدبیر وہاں کارگر نہیں ہو پا رہی ہے۔ شاید اللہ وہاں کوئی دوسری تدبیر کرے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

ناکامی

''ہماری ناکامی کا سبب یہ ہے کہ ہم آندھی کی طرح آتے ہیں، اور بجلی کی طرح گذر جاتے ہیں، ہم کو دریا کے اس پانی کی طرح ہونا چاہیے جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور سالہا سال میں کناروں کو کاٹ کر اپنا دہانہ وسیع کرتا جاتا ہے، کامیابی صرف مسلسل اور پائیدار کوشش میں ہے، ہمالیہ کی برفستانی چوٹیاں آہستہ آہستہ پھلتی ہیں، لیکن کبھی جمنا اور گنگا کو خشک نہیں ہونے دیتیں، آسمان کا پانی ایک گھنٹے میں دشت وجبل کو جل تھل بنا دیتا ہے، لیکن چند ہی روز میں ہر طرف خاک اڑنے لگتی ہے۔ (علامہ سید سلیمان ندویؒ)

بلا تبصرہ

''علاء الدین خلجی کو گالیاں دینے سے من کو تسلی ملتی ہے، مگر دروپدی کی عصمت دری کے پیچھے کوئی خلجی نہیں تھا، سیتا کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک نہیں ہوا، ہم صرف ماضی پر ہنگامہ کرتے ہیں، ملک میں اوسطا روزانہ ۲۸ر اجتماعی عصمت دری کے واقعات ہوتے ہیں، مگر اس کی فکر کس کو ہے، ہمارے پاس صرف تاریخ ہے، ہم اسی میں جی رہے ہیں، ہمارے پاس مستقبل کے لیے کوئی منصوبہ نہیں ہے، جب کہ ترقی یافتہ ممالک سو سال کا منصوبہ لے کر چل رہے ہیں، ہم تو صرف تماش بیں ہیں۔ (اوم پرکاش

ہندوستان ۲ر فروری ۲۰۱۸)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شرک سے بچو:

﴿بت پرستی کی نجاست سے دور رہو اور جھوٹ سے بچتے رہو، اس طور سے کہ اللہ کی طرف جھکے رہو، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرو اور جو شخص خدائے واحد کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا ایسے ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لے جا کر پٹک دیا﴾ (سورۂ حج: ۳۰ـ۳۱)

مطلب : قرآن مجید نے مختلف جگہوں پر توحید و الوہیت کی حقیقت کو مثالوں سے بیان کیا ہے؛ تاکہ غفلت شعار انسان کے ذہن و دماغ کو بیدار کیا جا سکے اور ان کے اندر خدا پرستی کا جذبہ اور یقین پیدا کیا جا سکے؛ کیوں کہ عبدیت اور بندگی ایک ایسا عمل ہے جو صرف اللہ کی ذات و صفات کے لیے ہی خاص ہے، اگر کسی دوسری ہستی کے لیے کیا گیا تو یہ شرک ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائیں گے، یہی وہ مقام ہے، جہاں مذاہب عالم نے ٹھوکریں کھائیں، کسی نے تو خدا کے وجود کا انکار کیا اور کسی نے اسے محض عقل فعال کا بنانے والا مان کر معطل کر دیا؛ اسی لیے انبیاء کرام نے اپنی دعوت میں مسئلہ توحید والوہیت کو زیادہ مؤثر انداز میں پیش کیا اور وحدانیت پر زور دیا اور دلائل و براہین کی روشنی میں اللہ کی عظمتوں اور اس کی کارسازیوں کو اجاگر کیا اور واضح کیا کہ بارگاہ الٰہی میں انسانوں کے وہی اعمال مقبول ہوں گے جن کی اساس صحیح عقیدے پر ہوگی، صحیح عقیدہ کے بغیر ہر عمل بیکار ہے اور اللہ کے یہاں اس کا کوئی درجہ نہیں ہے، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوگا اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ بھٹک گیا، آیت مذکورہ میں دروغ گوئی کی سختی سے ممانعت آئی ہے، حق کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل اور جھوٹ میں داخل ہے، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب کبیرہ گناہوں میں سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور عام باتوں میں جھوٹ بولنا۔ حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ شریعت اسلامی کی نظر میں ایک مذموم فعل ہے، بعض اوقات اس کی وجہ سے انسان کے کئے ہوئے اچھے اعمال مٹ جاتے ہیں، آج ہمارے معاشرے کے فساد و بگاڑ کی بنیاد چغل خوری، دروغ گوئی اور ایک دوسرے کی برائی بیان کرنے کی وجہ سے ہو رہے ہیں، کاش کے اس دور کا انسان تھوڑی دیر کے لیے بھی اس قانون پر غور کرتا جو آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا، تو آج کی اس بھیانک کش مکش سے نجات مل جاتی۔ درحقیقت وہی شخص دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے جو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اور اسی کے آگے سر جھکاتا ہے، ارشاد ربانی ہے کہ لوگو! اپنے اس رب کی بندگی کرو، جو تمہارا اور تم سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کا خالق ہے، شاید کہ تم بچ جاؤ، وہ رب جس نے تمہارے کے لیے زمین کو فرش بنایا، آسمان کی چھت بنائی اور اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے ہر طرح کے پھل تمہارے رزق کے لیے پیدا کئے، پس تم جان بوجھ کر اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ (سورۂ بقرہ)

برا مت کہو:

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ بنی آدم مجھ کو تکلیف دیتا ہے، وہ زمانے کو برا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، تمام امور میرے قبضۂ قدرت میں ہیں، میں دن و رات کو گردش میں رکھتا ہوں} (بخاری و مسلم)

وضاحت : انسانی زندگی میں مختلف طرح کے حالات پیش آتے ہیں، کبھی انسان مصائب و مشکلات کے گرد چکر کاٹتا ہے اور کبھی ناگہانی حادثوں سے دوچار ہوتا ہے اور کبھی وہ خوشی و مسرت کے کو شگوار لمحات سے گذرتا ہے، مگر ان حالتوں میں وہ اعتدال و توازن کو برقرار نہیں رکھ پاتا ہے، جب اس پر کوئی افتاد یا مصیبت آن پڑتی ہے تو وہ تلملا اٹھتا ہے، اس کی زبان پر شکوہ و شکایت کے جملے رقص کرنے لگتے ہیں، کبھی گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں اپنے نفس کو کوستا ہے اور کبھی حالات اور گردش زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے، ہائے زمانے کی رسوائی و ناکامی، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ زمانے کی گردش اور اس میں پیش آنے والے حالات سب نظام قدرت کے تحت ہیں، خالق کائنات ہی دنیا کے نظام کو چلاتے ہیں، اس کی اجازت اور حکم کے بغیر درخت کا کوئی پتہ تک ہل نہیں سکتا، اب اگر کوئی انسان نظام عالم پر انگشت نمائی کر کے زمانے کو مورد الزام ٹھہراتا ہے تو گویا بالواسطہ اللہ کی ذات کبریائی پر اعتراض کرتا ہے جو ایک مومن بندہ کے لیے زیب نہیں دیتا؛ بلکہ ایسے حالات میں مرد مومن کو ایمان و یقین اور ہمت و عزیمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے اور صبر و شکر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ قرآن کریم میں ہے کہ انسان جزع و فزع کرنے والا اور حریص پیدا کیا گیا ہے، جب اس کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو فورا گھبرانے لگتا ہے اور جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو بڑا بخیل بن جاتا ہے، سوائے ان نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں؛ اس لیے اگر خلاف طبع کوئی امر پیش آ جائے تو زمانے کو برا بھلا کہنے کے بجائے اپنے کردار و عمل کا محاسبہ کرنا چاہئے اور اللہ سے مصائب کو دور کرنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے، یہی مرد مومن کی صفت ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کیا بذریعہ انجکشن خون نکالنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

خون ٹیسٹ میں دینے کے لیے سرنج سے خون نکالا جاتا ہے، کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، کبھی نس میں انجکشن دینا ہوتا ہے، انجکشن لگانے کے وقت نس سے خون سرنج میں آ جاتا ہے، پھر اس کو نس میں واپس ڈال دیا جاتا ہے، کیا اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر جسم سے خون اتنی مقدار میں نکلے جو بہہ کر ایسی جگہ جا سکتا ہو، جس کا دھونا وضو یا غسل میں ضروری ہو تو یہ ناقص وضو ہے، خواہ خون خود سے بہے یا بذریعہ انجکشن نکالا جائے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں بذریعہ انجکشن اگر خون اتنی مقدار میں نکالا گیا ہے کہ جس جگہ سے نکالا گیا ہے، اگر اس کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی جگہ سے بہہ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر خون معمولی ہے، جیسا کہ نس وغیرہ کے ٹیسٹ کے لیے انجکشن لگاتے ہی تھوڑا سا خون سرنج میں آ جاتا ہے، تو ایسی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا، اس کی نظیر فقہ کی کتابوں میں موجود ہے کہ اگر بڑی جونک نے خون چوسا اور چوس کر خون سے بھر گئی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ ایسی صورت میں وہ دم سائل ہوتا ہے، اور اگر جونک نے اتنی مقدار میں خون نہیں چوسا ہے، تو دم سائل نہ ہونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

”(وینقضہ خروج) کل خارج (نجس)......(منہ) ای من المتوضی...... (الی ما یطھر)...... ای یلحقہ حکم التطھیر“(در مختار ۱/ ۲۶۱)

”و کذا ینقضہ علقۃ مصت عضوا وامتلأت من الدم و مثلھا القراد ان کان کبیراً لانہ حینئذٍ یخرج منہ دم مسفوح سائل و الا تکن العلقۃ و القراد کذالک لا ینقض کبعوض و ذباب...... لعدم الدم المسفوح (در مختار علی صدر رد المحتار ۱/۲۶۸)

پرندہ کی بیٹ کا حکم:

میں مسجد جا رہا تھا راستہ میں کسی پرندہ نے بیٹ کر دیا، اسی حالت میں نماز پڑھ لی، نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جس پرندہ کا گوشت کھایا جاتا ہے، مثلاً کبوتر، گوریا وغیرہ، اس کی بیٹ (پاخانہ) پاک ہے، اور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے، جیسے چیل، شکرہ وغیرہ، اس کی بیٹ ناپاک ہے اور نجاست خفیفہ ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں کسی ایسے پرندے نے بیٹ کیا ہے، جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، تب تو وہ پاک ہے، اور اس میں نماز بلا شبہ صحیح و درست ہوئی اور اگر کسی ایسے پرندے نے بیٹ کی ہے، جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے اور وہ کپڑے کی ایک چوتھائی سے کم ہے، تب بھی نماز شرعاً صحیح و درست ہوئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

”و اما ما یزرق فی الھواء فما یوکل کالحمام و العصفور فخرؤہ طاھر و ما لایوکل کا الصقر و الحداۃ...... وخرؤہ نجس مخفف“(طحطاوی:۸۳)

”(و عفی دون ربع) جمیع بدن و (ثوب) و لو کبیرا ھو المختار......من نجاسۃ مخففۃ کبول ما کول ...... وخرء طیر من السباع أو غیرھا (غیر ماکول)“(در مختار علی رد المحتار:۱/۵۲۶ـ۵۲۷)

غسالہ میت کا حکم:

میت کو نہلاتے وقت عام طور سے اس کا چھینٹا نہلانے والے کے جسم اور کپڑے پر پڑتا ہے، جب کہ اکثر میت کے جسم پر پیشاب و پاخانہ کی کچھ نہ کچھ ناپاکی رہتی ہے، تو کیا میت کے جسم سے علاحدہ ہونے والا پانی ناپاک ہے اور اس کا چھینٹا پڑنے سے جسم یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور کیا غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

چونکہ میت کے جسم سے علاحدہ ہونے والے غسل کے پانی سے غسل دینے والے کے لیے بچنا مشکل ہے، اس لیے اگرچہ بدن پر نجاست لگی ہوئی ہو پھر بھی اگر وہ پانی بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو وہ معاف ہے، اس کی وجہ سے غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں ہے، البتہ غسل کر لینا بہتر ہے۔

” ویعفی عما لایمکن الاحتراز عنہ من غسالۃ المیت (من غسالۃ المیت) ای مطلقاو لو کان علی بدنہ نجاسۃ کما فی الفتح۔“(الطحطاوی:۸۵)

شیر خوار بچہ کی قے کا حکم:

شیر خوار بچہ اگر کپڑے پر قے کر دے تو کیا نماز پڑھنے کے لیے اس کا دھونا ضروری ہے ؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قے خواہ بڑے کی ہو یا شیر خوار بچہ کی، اگر منہ بھر سے کم ہے، تو ناپاک نہیں ہے اور اگر منہ بھر ہے، یعنی قے آتے وقت منہ بند کر کے اس کو روکنا مشکل ہو، تو ایسی صورت میں وہ ناپاک ہے، کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے، مقدار درہم ہو تو اس کو دھوئے بغیر نماز درست نہیں ہے۔ (البحر الرائق:۱/ ۶۷)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز:

ایک شخص نے پیشاب ٹیسٹ میں دینے کے لیے ایک شیشی میں بند کر کے پلاسٹک میں لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا، جب نماز کا وقت ہوا، تو بھولے سے جیب میں رکھے ہوئے نماز پڑھ لیا، تو ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور نے جب پیشاب کی بند شیشی کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز شرعاً صحیح و درست نہیں ہوئی، نماز کا اعادہ لازم ہے۔”و لو صلی و معہ قارورۃ فیھا البول لا تجوز صلوٰتہ لانھا نجاسۃ فی غیر معدنھا فتعتبر“(البحر الرائق: ۱/۶۷) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۲۵/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲/فروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

حکمت عملی

ایمانی واسلامی زندگی مسلمانوں کے لیے مطلوب ومقصود، شریعت کے احکام ومسائل منصوص اور زندگی کے تمام شعبوں کے لیے تفصیلی ہدایات اور طریقۂ کار قرآن واحادیث میں مذکور ہیں، ہماری زندگی اسی کے مطابق گذرنی چاہیے، ان معاملات میں مذاہب یا حکومت کی دخل اندازی کسی بھی درجہ میں مسلمانوں کے لیے نا قابل برداشت ہے اور پوری استطاعت کے ساتھ اس دخل اندازی کو روکنے کے لیے ہر سطح پر تیاری ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔

یہ دخل اندازی کس طرح روکی جاسکتی ہے، اس کا تعلق بڑی حد تک حکمت عملی سے ہے اور حکمت عملی زمان ومکان کے فرق سے الگ الگ ہوسکتی ہے اور اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات بدر، احد، خندق، حنین وغیرہ میں باطل طاقتوں سے مقابلے کے لیے الگ الگ حکمت عملی اختیار کی، کبھی شہر سے باہر جا کر مقابلہ کیا گیا اور کبھی شہر کے قریب خندق کھود کر دفاعی قوت مضبوط کی گئی، بعض کے معاملہ میں فدیہ لے کر رہائی کا فیصلہ کیا گیا اور بعض کو تعلیم وتدریس کی خدمت لے کر چھوڑا گیا، اسی طرح اسلام دشمن طاقتوں سے سمجھوتے میں بھی ساری کفریہ طاقت کو مذہب اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے ملت واحدۃ نہیں قرار دیا گیا، حالاں کہ حقیقتا الکفر ملة واحدة ہی کہا گیا ہے، لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی یہ اختیار کی کہ ہر قبیلے سے الگ الگ معاہدہ کیا تاکہ ان کو اپنی اکثریت اور کفر کے ملة واحدة ہونے کی وجہ سے برتری کا احساس نہ ہو، اسی طرح امیر کے انتخاب کے معاملہ کو دیکھیں، ہلکے قسم کے اشارہ کے علاحدہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا اعلان خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے نہیں کیا، جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے نام کا اعلان فرمادیا، حضرت عمرؓ کا معاملہ اس سے مختلف رہا، انہوں نے چند افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی کہ وہ خلیفہ کا انتخاب کرلے، یہ تاریخی واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ احکام منصوص ہیں، عبادت، معاملات وغیرہ کا طریقہ متعین ہے، لیکن حکمت عملی کے اختیار کرنے میں جو شرعی طور پر کسی احکام سے متصادم اور کسی منکر اور گناہ میں پڑنے کا سبب نہ بنے یک گونہ حالات وزمانہ کی رعایت کا اس میں دخل ہے۔

اس وقت پورے ملک کے جو حالات ہیں اور مسلمانوں پر کشادگی کے باوجود زمین کے تنگ کرنے اور زندگی دشوار کرنے کی جو مہم چل رہی ہے، جس طرح بے گناہوں کا خون، گائے کے تحفظ، لو جہاد، ہجومی تشدد کے نام پر بہایا جارہا ہے اور حکومت نے جس طرح عدالت اور پارلیامنٹ کا سہارا لے کر شرعی احکام میں مداخلت کی ٹھان رکھی ہے نیز اسلامی ایمانی زندگی گذارنے سے قانون اور عدالت کے ذریعہ جبراً روکا جارہا ہے، دستور میں دیئے گیے اقلیتوں کے حقوق ومراعات کی جس طرح اَن دیکھی کی جارہی ہے اور جس طرح دستور کی آبرو سے کھیلا جارہا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مضبوط اور منظّم حکمت عملی کے ساتھ اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور سرکار کو بتادیا جائے کہ مسلمان اس ملک سے محبت کرتے ہیں، اس ملک کی سالمیت بقاء اور یہاں کی جمہوری اور دستوری قدروں کے تحفظ کے لیے قربانیاں دیتے رہے ہیں، اور آج بھی ملک کے دستور اور جمہوری قدروں کی حفاظت کے لیے آگے آنے کو تیار ہیں اور یہ سب کچھ ہم ہندوستانی دستور وقوانین پر عمل کرتے ہوئے کر سکتے ہیں، ہم قانون کی خلاف ورزی اور فرقہ پرستوں کی طرح لاقانونیت برپا کر کے کچھ نہیں کرنا چاہتے۔

بات گھوم پھر کر وہیں پر آگئی کہ کیا کیا جائے؟ اس ملک میں سرکار ہر دور میں احتجاج، جلوس، دھرنے، مظاہرے اور ریلیوں کی زبان سنتی رہی ہے، حالیہ دنوں میں دلتوں، جاٹوں اور دوسری چھوٹی چھوٹی اکائیوں نے احتجاج، دھرنے اور مظاہرے کی وہ فضا بنائی کہ حکومت کو ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے، ہم نے جے پی اندولن کو دیکھا ہے اور انا ہزارے کی تحریک کے اثرات کو سمجھا ہے، آج کے دور میں اسی حکمت عملی کے اپنانے کی ضرورت ہے اور اپنی بات حکومت کے بلند وبالا ایوانوں تک پہونچانے کے لیے یہ غیر قانونی نہیں ہے، گاندھی جی کا انشن اور اپنی بات منوانے کے لیے دھرنے کو ابھی صدی نہیں گذری ہے۔

اس لیے اس وقت کی حکمت عملی یہ ہے کہ خواتین کو تین طلاق بل کے خلاف منظّم کیا جائے، انہیں اسلامی احکامات میں عورتوں کو دیے گئے حقوق ومراعات سے باخبر کیا جائے اور ان کو بتادیا جائے کہ تمہاری عزت وآبرو کی حفاظت اسلام کے سایے میں ہے اور طلاق کا نظام میاں بیوی کے رشتے میں ایک دوسرے سے گلوخلاصی کا شرعی نظام ہے جو عورت کے حق میں ہے اور جس عورت کو جبر واستبداد کا سامنا ہو اس کے حق میں تو یہ نعمت ہے۔

دوسری طرف اس احساس کو حکومت تک پہونچانے کے لیے مختلف سطح پر مضبوطی کے ساتھ ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے ذریعہ خاموش جلوس نکالا جائے اور گورنر یا ضلع کلکٹر سے ملاقات کر کے ایک میمورنڈم ان کو دیا جائے جس میں مطالبہ کیا گیا ہو، کہ حکومت فوراً طلاق بل واپس لے اور حکومت ہند نے صدر جمہوریہ کی زبانی مسلم عورتوں سے متعلق جو تبصرہ کیا ہے اس کو کاروائی سے نکال باہر کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ بل دستور ہند کی دفعات اور خواتین وبچوں کے مفادات کے سخت خلاف ہے۔

جلوس نکالنے اور میمورنڈم دیتے وقت خواتین شرعی حدود وقیود اور اسلامی تہذیب وآداب کا خیال رکھیں، ہاتھوں میں تختیاں Play card ہوں جن میں صرف دو بات لکھی گئی ہو کہ ہم قانون شریعت کے پابند ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم صدر جمہوریہ کے خطاب کی مذمت کرتے ہیں، نگاہیں نیچی ہوں اور زبان پر ذکر الٰہی او ردرود شریف کا ورد جاری ہو۔

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھند بہار کے تمام مواضعات کے نقباء، ضلع کے قضاۃ، مدارس کے ذمہ داران، علماء اساتذہ اور دانشوروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ تحفظ شریعت اور خواتین بیداری مہم کو گاؤں گاؤں تک پہونچا دیں، خواتین کے خاموش جلوس اور میمورنڈم دینے میں خواتین کی معاونت کریں، یہ ہندوستان میں شریعت اسلامیہ کو درپیش مسائل کے حل کی سمت ایک مثبت قدم ہوگا، اور اس سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک کو تقویت ملے گی، اس سلسلے میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت، قیادت اور رہنمائی میں ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء روز اتوار کو گاندھی میدان پٹنہ میں ''دین بچاؤ دیش بچاؤ'' کے عنوان پر ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا، جس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے مسلمانوں کی انشاء اللہ اتنی بڑی تعداد میں شرکت ہوگی کہ پورا گاندھی میدان بھر جائے گا، اس موقع سے اکابر علماء ودانشور حضرات ملک وملت کے درپیش مسائل سے لوگوں کو باخبر کریں گے اور اس کے حل کی صورتیں بھی بتائیں گے، ابھی سے محنت شروع کیجئے، تیاری جاری رکھئے اور قائد کی جانب سے تفصیلات کا انتظار کیجئے۔

اقتدار کی طاقت

صدفی صد دو لاکھ مسلم آبادی پر مشتمل مالدیپ ان دنوں سیاسی بحران میں مبتلا ہے، پالیامنٹ میں تالے پڑے ہیں، حزب مخالف ہی نہیں، حکمراں جماعت کے بارہ ممبران پارلیامنٹ قید وبند کی زندگی گذار رہے ہیں، عدالت کے جج گرفتار بھی کر لیے گیے ہیں اور یامین عبدالقیوم اپنی حکومت قائم رکھنے کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں، ایسے میں مالدیپ کے سابق صدر محمد نشید جو برطانیہ میں پناہ گزیں ہیں نے ہندوستان سے مداخلت کی اپیل کی ہے، اس کے پہلے بھی مالدیپ کی حکومت کو بچانے کے لیے ہندوستان نے بڑی آسانی سے آپریشن کیکٹس کو انجام دیا تھا، اس لیے ہندوستان کے لیے مالدیپ کی راہ دیکھی سنی راہ ہے، بحر ہند میں واقع اس چھوٹے سے جزیرہ سے ہندوستان کے خصوصی تعلقات رہے ہیں، برطانیہ سے آزادی کے بعد پچیس سال تک ایک ڈکٹیٹر کے طور پر مامون عبدالقیوم نے یہاں حکومت کی، انتخابات ہوتے رہے، لیکن محض رسمی، ۱۱/نومبر ۲۰۰۸ء سے ۷/فروری ۲۰۱۲ء تک محمد نشید باضابطہ منتخب صدر رہے تھے، لیکن سابق ڈکٹیٹر مامون عبدالقیوم نے ایسی جوڑ توڑ مچائی کہ محمد نشید کو صدر رہتے ہوئے سر راہ پٹوا دیا، جیل میں بند کرا دیا، بدعنوانیوں کے حوالہ سے انہیں استعفا دیدینا پڑا، مامون عبدالقیوم کے لیے موقع تھا اس نے جوڑ توڑ کر کے صدارتی انتخاب میں اپنے سوتیلے بھائی یامین عبدالقیوم کو صدر کی گدی تک پہونچا دیا، یامین نے حکومت کرنے کا وہی انداز اختیار کیا، جو ان کے بھائی کا تھا، البتہ پولیس اور فوج کے لوگ ان کے ساتھ ہیں، اس لیے وہ مخالفین کو دبانے میں کامیاب ہوگیے ہیں۔

جہاں تک ہندوستان کے ذریعہ دخل اندازی کا معاملہ ہے، یہ ہندوستان کی عمومی پالیسی کا حصہ نہیں ہے، مخصوص حالات میں ہندوستان نے جب بھی دوسرے ملک میں اپنی فوج بھیجی ہے تو اسے بھاری قیمت چکانی پڑی ہے، اس وقت راجیو گاندھی کا قتل ایسے ہی ایک فیصلے کے نتیجے میں ہوا تھا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ ہند وچین کے درمیان جو سرد جنگ چل رہی ہے، اس کے پیش نظر ہندوستان بحران کے حل کے لیے جیسے آگے آئے گا، چین اس کے مخالف کود پڑے گا، کیوں کہ چین سے مالدیپ کا تجارتی سمجھوتہ ہے اور چین نہیں چاہے گا کہ مالدیپ میں ہندوستان کے اثرات بڑھیں، یوں بھی یامین عبدالقیوم ہندوستان سے دوستی کے حق میں کبھی نہیں رہے، جب کہ محمد نشید ہندوستان کے بہترین دوست تھے، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ دونوں کے درمیان اختلاف کا ایک بڑا سبب خارجہ پالیسی بھی ہے، جس میں دونوں کا رخ الگ سمت کو ہے، صدر یامین نے عدالت کے حکم کو ماننے سے انکار کردیا ہے، اس لیے یہ بحران جلد ختم ہوتا نہیں نظر آتا۔

نئے اتحاد کی آہٹ

۲۰۱۹ء کے پارلیمانی انتخاب اور مرکزی حکومت کے ایک ملک ایک انتخاب (One Netion, One Election) کی تجویز کے پیش نظر بہار میں نئے اتحاد کی آہٹ سنائی دینے لگی ہے، سب کا رخ جیل کی طرف ہے، جہاں آر جے ڈی کے صدر لالو پرشاد یادو چارہ گھوٹالے میں سزایافتہ قیدی کی حیثیت سے زندگی گذار رہے ہیں، شرد یادو، برشن پٹیل وغیرہ کی ملاقات ان سے ہوچکی ہے، شیوانند تیواری تو آنند موہن، پپو یادو سے بھی مل چکے ہیں، تاکہ نئے سیاسی اتحاد کی داغ بیل ڈالی جاسکے، خبریں یہ بھی آرہی ہیں کہ کچھ قدآور لیڈر پارٹی بدل کر راشٹریہ جنتا دل کے ساتھ جاسکتے ہیں، ہفتہ دس روز کے اندر اس بارے میں تصویر صاف ہونے کی بات بھی کہی جارہی ہے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ما نجھی کی کشتی بھنور میں ہے، ان کے بھی پچاس سیٹ کا مطالبہ کرنے اور کبھی تنہا انتخاب لڑنے کے بیانات کی وجہ سے بھی ان کی پارٹی کے لوگ ان سے دور ہورہے ہیں، راشٹریہ لوک دل سمتا پارٹی کی آواز بھی بدلی ہوئی ہے، بی جے پی کے تین قدآور لیڈر یشونت سنہا، شتروگھن سنہا اور کرتی آزاد کے بیانات سے ان کے اضطراب کا پتہ چلتا ہے، ان لوگوں نے غیر سیاسی تنظیم راشٹریہ مورچہ قائم کرلیا ہے، جدیو کا بی جے پی سے سمجھوتہ ہے اور کانگریس کا راجد سے، ایسے میں جو لوگ فرقہ پرست طاقتوں کے ساتھ مل کر کام نہیں کرسکتے، ان کے لیے یہی شکل ہے کہ وہ نئے اتحاد کے خواب وخیال کو حقیقت کی زمین پر اتاریں، اب ہم میں جے پرکاش جیسا تو کوئی نہیں جو پوری قوت لگا کر جنتا پارٹی بنائے اور کامیاب ہوجائے، لیکن سیکولر طاقتوں کو متحد کرنے کی کوشش بہرحال مستحسن ہے اور اس کی پذیرائی ہونی چاہیے۔

s\MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 & PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ

استاذ القراء حضرت قاری نسیم احمد

: ایڈیٹر کے قلم سے

مفتی صاحب! موت برحق ہے، وقت بھی متعین ہے، اس لیے موت سے ڈر نہیں لگتا، البتہ خواہش یہ تھی کہ پوری زندگی قرآن کریم کی خدمت سعادت سمجھ کر کرتا رہا، کاش قرآن پڑھاتے پڑھاتے موت آجاتی، یہ جملے حضرت قاری نسیم احمد صاحب رحمۃ اللہ نے اس وقت کہے، جب میں چند روز قبل ان کی علالت کی خبر سن کر عیادت کے لیے ان کے ڈیرہ پر مظفر پور حاضر ہوا، کیسی محبت تھی قرآن کریم سے جانے والے میں، اپنے چھ بچوں کو تجوید وقرأت کی تعلیم دلائی، قرآن پڑھنا پڑھانا زندگی کا وظیفہ، مشغلہ اور شغف رہا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اچھا انسان قرار دیا ہے، صادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے اچھا ہونے کی بشارت دیں، اس کے سعید اور جنتی ہونے میں شبہ کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے۔

۲۹/جنوری ۲۰۱۸ء، جمادی الاول ۱۴۳۹ھ کی ۱۲/تاریخ، وقت کوئی دو بجے دن، روز سوموار، میرے بڑے بھائی محمد ضیاء الہدیٰ ضیاء رحمانی مرحوم کو غسل دینے کا عمل جاری تھا کہ قاری نسیم احمد صاحب کے کیورس اسپتال پٹنہ میں انتقال پر ملال کی خبر نے دوہرے صدمہ سے مزید نڈھال کر دیا، ابھی بھائی کا جنازہ نہیں اٹھا تھا کہ قاری صاحب کی جدائی نے غم والم کے پہاڑ توڑ دیئے، ۳۰/جنوری ۲۰۱۸ء کو دو بجے دن میں حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دامت برکاتہم نے جامع العلوم چندوارہ مظفر پور میں پہلی نماز جنازہ پڑھائی، لوگوں کا ایسا ہجوم پہلے کسی کے جنازہ میں نہیں دیکھا گیا، جامع العلوم کی قدیم وجدید عمارت کا چپہ چپہ، چار منزلہ مسجد اور اطراف واکناف کی سڑکیں، لوگوں سے بھری تھیں، تل رکھنے کی حقیقتاً جگہ نہیں تھی، بندہ بھی شریک تھا، دوسری نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں شاہ علاؤالدین پور رہوا، روسڑا سمستی پور میں بعد نماز مغرب تقریبا سات بجے ادا کی گئی، ان کے صاحب زادہ قاری طفیل احمد نے جنازہ کی نماز پڑھائی، اور وہیں مقامی قبرستان میں والدین کے پہلو میں سپرد خاک کیے گیے۔

استاذ الاساتذہ قاری نسیم احمد بن سید شاہ محمد عثمان (م جولائی ۱۹۷۲) بن سید شاہ رضی الدین بن سید شاہ امیر الدین کی ولادت ان کے آبائی گاؤں شاہ علاؤالدین پور رہوا وایا روسرا، موجودہ ضلع سمستی پور میں ۱۹۴۶ء میں ہوئی، آدھار کارڈ کے مطابق تاریخ پیدائش یکم جنوری ۱۹۴۸ء ہے، قاری صاحب اپنے چار بھائی اور چار بہن میں سب سے چھوٹے تھے، سب اللہ کو پیارے ہو گیے، اب صرف ایک بھائی اور ایک بہن بقید حیات ہیں، ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی قاری شفیع احمد (م ۱۵/نومبر ۱۹۹۳ء) سے پائی، ارریہ ضلع کے ترکولی گاؤں کے مدرسہ میں ان دنوں قاری شفیع احمد صاحب استاذ تھے وہ اپنے ساتھ ترکولی لے گیے، حفظ قرآن کی تکمیل آپ نے وہیں سے کی، حفظ کے بعد دوسرے بھائی ماسٹر وصی احمد کے ساتھ لکھنؤ گیے اور تجوید وقرأت کی تعلیم کے لیے مدرسہ فرقانیہ میں داخل ہوئے اور جناب قاری محمد سابق بن حافظ محمد صادق لکھنوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ربیع الاول ۱۹۸۶ء میں روایت حفص کی تکمیل کی، مدرسہ فرقانیہ میں بھی خورد ونوش کی سہولت طلبہ کے لیے نہیں رہی، اس لیے قاری صاحب نے خورد ونوش کا انتظام دور دراز کے علاقہ میں ٹیوشن کے ذریعہ کیا، عسرت کا زمانہ تھا، جس دن ٹیوشن کرنے نہیں جاتے، بھوکے رہتے، بھی سوکھی روٹی دستیاب ہو جاتی تو اسے پانی میں بھگو کر کھا لیتے، لکھنؤ کے پورے زمانہ قیام میں جس کی مدت کم وبیش آٹھ سال تھی، یہی حال رہا، اس زمانہ میں مدرسہ فرقانیہ میں سات سالہ نصاب تجوید وقرأت کا تھا، وہاں سے فراغت کے بعد اپنے وطن لوٹ آئے، اور مدرسہ اسلامیہ صفی پور ارریہ سے تدریسی زندگی کی شروعات کی دو سال وہاں پڑھایا، اس کے بعد مادھو پور مشرقی چمپارن چلے آئے اور ایک سال یہاں بھی درس دیا۔

دو عالمی مسابقہ القرآن جن میں سے ایک جامع مسجد دہلی اور ایک کیرالہ میں منعقد ہوا تھا، شریک ہوئے اور اول انعام کے مستحق قرار پائے، یہیں سے آپ کو شہرت ملی، آکاش وانی پٹنہ سے مستقل آپ کی قرأت نشر ہونے کی وجہ سے شہرت ومقبولیت میں اضافہ ہوا، ایک جلسہ میں تلاوت قرآن ہی مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم چندوارہ مظفر پور میں بحالی کا سبب بنا، حضرت قاری صاحب کا عنفوان شباب تھا، مسیں نہیں بھیگی تھیں، لیکن اس زمانہ کے مہتمم مولانا اختر الزماں صاحبؒ (م جنوری ۱۹۹۷ء) کو آپ کی قرأت اتنی پسند آئی کہ آپ کو حفظ وتجوید کے لیے بحال کر لیا گیا، یہ سال ۱۹۶۸ء کا تھا، وہ دن اور انتقال کا دن، کم وبیش پچاس سال قرآن کریم کی خدمت میں لگا دیے، بڑے نشیب وفراز دیکھے، مدرس کے ساتھ ساتھ ایک زمانہ تک آپ جامع العلوم کے نائب مہتمم رہے، مدرسہ کی مالیات کے معاملہ میں وہ ریڑھ کی ہڈی کی طرح تھے، تراویح عموما دس دن میں سناتے اور جب سے حافظ ہوئے بھی تراویح میں قرآن میں سنانے کا ناغہ نہیں ہوا، ایک زمانہ تک وہ ڈیزی ہوٹل دریا پور سبزی باغ پٹنہ میں سناتے رہے، گذشتہ دس سالوں سے وہ ممبئی میں قرآن سنایا کرتے تھے، امسال بھی حسب معمول انہوں نے دس دن میں قرآن سنایا تھا، اور پھر مدرسہ کی مالیات کے لیے جدوجہد کرنے لگے تھے، ان کے ڈیزی ہوٹل چھوڑنے کے بعد سلیم بھائی کے اصرار پر کئی سال میں نے وہاں قرآن سنایا، پھر باری باری میرے لڑکوں اور بھتیجوں نے اس جگہ کو آباد رکھا، تراویح کا جس قدر اہتمام سلیم بھائی کیا کرتے تھے، مجھے پوری زندگی میں اب تک کوئی ویسا اہتمام کرنے والا انفرادی کیا، اجتماعی طور پر بھی دوسرا نہیں ملا۔

انہوں نے زمانہ تدریس میں پرائیوٹ طور پر اسلامیہ عربک کالج برہم پورہ مظفر پور سے ۱۹۸۷ء میں فاضل فارسی کیا، اس سے قبل بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے وہ عالمیت کی سند حاصل کر چکے تھے، چنانچہ اسی بنیاد پر ۱۹۸۷ء میں ام اے فارسی اور ۱۹۸۸ء میں ام اے اردو سے کیا اور اچھے نمبرات سے کامیاب ہوئے، ۲۱/ اپریل ۱۹۸۴ء میں وہ جناب سراج احمد صاحب (سابق) ناظم بیت المال امارت شرعیہ کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، قاضی محلّہ جالے سسرال تھا، (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

درسگاہ اسلامی ۔ فکر ونظر کی بستی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

درسگاہ اسلامی-فکر ونظر کی بستی ڈاکٹر عبدالودود قاسمی (ولادت ۱۶/اکتوبر ۱۹۷۳ء) بن ماسٹر محمد یوسف صاحب سابق پرنسپل درسگاہ اسلامی لال باغ دربھنگہ کی تالیف لطیف اور درسگاہ اسلامی کی علمی وتعلیمی خدمات کا مرقع ہے، ڈاکٹر عبدالودود قاسمی کی یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں درسگاہ اسلامی ابتدا تا حال کا ایک جائزہ لیا گیا ہے، دوسرے باب میں مدرسہ تجوید القرآن کی تاریخ وخدمات ماضی کے جھروکوں سے پیش کی گئی ہے، اس باب میں دستاویزات کے عکس اور نقوش بھی شامل ہیں، جس نے اس باب کو تاریخی بنا دیا ہے، تیسرے باب میں اکابرین اور چند اہم ابنائے قدیم کے علمی تاثرات ہیں، چوتھا باب ادارہ کی طرف سے مختلف موقعوں سے علمی او رسیاسی شخصیات کو دیے گیے سپاس نامے اور پانچواں باب چند اہم اہل علم ودانشوران کے تاثرات پر مبنی ہے، اس باب کو تیسرے باب کے ذیل میں شامل کر کے ابواب کی تعداد کم کی جا سکتی تھی، لیکن مصنف ومؤلف کے اپنے اختیارات اور اپنی قوت تمیزی ہوتی ہے، وہ دوسرے کے ذہن ودماغ سے تو کام نہیں کر سکتا۔

کتاب کے بیشتر مشمولات ومندرجات ڈاکٹر عبدالودود قاسمی کے اپنے رشحات قلم ہیں، البتہ کتاب کے شروع میں حمد پاک ڈاکٹر نواز دیوبندی اور نعت شریف پروفیسر طلحہ رضوی برق کا شامل کیا گیا ہے، پہلے باب میں دو ترانہ علی الترتیب ڈاکٹر عبدالودود کی شاعری کے استاذ رہبر چندن پٹوی، امیر مینائی اور ایک نظم امان ذخیری کا ہے، جب کہ اس باب میں پیغامات مولانا محمد یوسف اصلاحی سابق امیر جماعت اسلامی ہند، ڈاکٹر عبد الوہاب، پروفیسر وہاب اشرفی، ڈاکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر محمد شمیم احمد نیز منظوم تاریخ درسگاہ اسلامی از رفیق انجم کو شامل کیا گیا ہے۔

ان تمام پیغامات میں ادارہ کی تعلیمی خدمات کو سراہا گیا ہے اور اس کو مزید مؤثر اور مفید بنانے کی بات بھی کہی گئی ہے، درسگاہ اسلامی کے تحت ایک مدرسہ تجوید القرآن کے نام سے چلتا ہے، اس کی خدمات اور جلسوں کی رپورٹ بھی شامل کتاب ہے، اجلاس کے موقع سے الحاج ماسٹر اسد احمد صاحب نے جو رپورٹ بحیثیت سکریٹری پیش کیا، اسے بھی کتاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے، پروفیسر خلیل الرحمٰن سلفی، پروفیسر ارشد جمیل مرحوم، ماسٹر عبدالمالک صدیقی، ڈاکٹر احمد نسیم آرزو، ڈاکٹر جاوید رحمانی، خالد صدیقی، طارق صدیقی، منور عالم راہی، محمد عاصم بدر وغیرہ کی تحریریں جو اس کتاب میں شامل ہیں، وہاں کے تعلیمی اور تربیتی ماحول کی کہانی سنا رہی ہیں۔

درسگاہ اسلامی کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر عبدالودود قاسمی نے لکھا ہے: ”درسگاہ اسلامی قیام کے روز اول سے آج تک اپنی اصلی روح کے ساتھ تعلیمی مشن پر قائم ہے، جہاں بچوں کو معمولی فیس لے کر اسلامی ماحول میں سی بی اس ای نصاب کے تحت تعلیم سے آراستہ کیا جا رہا ہے، درسگاہ کا ماضی کافی تابناک رہا ہے۔“

کتاب کی ترتیب اور مندرجات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں اسے مجلّہ کی شکل میں لانے کا ارادہ مرتب ومؤلف کا رہا ہوگا، پھر اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوتی گئی، کچھ مصروفیات اور زیادہ طباعت کے صرفہ کے انتظامات میں دشواری کی وجہ سے اس طرح مجلّہ نے کتاب کی شکل اختیار کر لی، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان مضامین کی عمر بڑھ گئی، مجلّہ اور سووینیر کو عموما وہ مقام آج بھی حاصل نہیں ہے جو کتابوں کو حاصل ہے، کتابوں کی زندگی طویل ہوتی ہے اور قاری اس کو اہمیت دیتا ہے، جبکہ مجلّہ اور سووینیر کا شمار وقتی کاموں میں ہوتا ہے، اسے محفوظ رکھنے کی روایت بھی کم رہی ہے، اس لیے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ مجلّہ کتاب بن گیا۔

ڈاکٹر عبدالودود قاسمی نے اس کتاب کو مختلف تحریری اور زبانی مأخذ کی مدد سے تیار کیا ہے، اس کے پہلے بھی ان کی کتابیں عکس سخن، گل خنداں، آشیانہ مسرت، مجموعہ تہنیات، نغمات شادی، جشن حنا، حنا لالہ زار، رنگ انبساط، سرچشمے علم وفن، بہار حنا اور سبد گل وغیرہ شائع ہو چکی ہیں، میں نے صرف عکس سخن اور نغمۂ دل شاد کو دیکھا ہے، البتہ کتابوں کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے بیشتر تہنیتی نظموں اور سہروں کا حسین گلدستہ ہے جو مختلف اہل تعلق کے یہاں شادی وشادمانی کے موقع سے اشاعت پذیر ہوئی، یادگار ربانی، چمکتے ستارے اور مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد حیات اور ادبی کارنامے کو طباعت کے مرحلے سے گذرنا ہے، ان میں آخر الذکر ان کا پی اچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، بانی امارت شرعیہ پر اب تک کی یہ سب سے اچھی تصنیف ہے۔

کتاب کا انتساب معلم انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے، درسگاہ اسلامی کے لیے یہ انتساب بابرکت اور باعث سعادت ہے، کیوں کہ سارے تعلیمی اداروں کا سلسلہ نسب اگر وہ صالحیت کے ساتھ علمی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں لگے ہوئے ہیں تو اس کی ابتدا مسجد نبوی کے اس چبوترے (صفہ) سے ہے، جس کے معلم خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی تھے۔

ڈاکٹر عبدالودود قاسمی اچھا اور رواں لکھتے ہیں، ادب، شاعری، اور تدریس سے ان کا پرانا رشتہ ہے، دینی ادبی جلسے، سمینار، سمپوزیم اور مشاعروں میں بحیثیت اناؤنسر اور ناظم ان کی زبان کے جوہر کا تعلق دیکھنے سے نہیں، سننے سے ہے۔

میرا احساس ہے کہ اس کتاب میں انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیت کا بھرپور استعمال نہیں کیا ہے، پرانے کاغذات اور ریکارڈ کے مندرجات کو ایک خاص ترتیب سے انہوں نے کھتیا دیا ہے، کھتونی کی بھی اپنی اہمیت وافادیت ہے، آنے والے مؤرخ کے لیے یہی مواد اور حوالہ جات کا کام کرے گی، لیکن اگر وہ اس میں اپنی تخلیقی صلاحیت استعمال کرتے اور موجودہ مواد کو من وعن زیب کتاب کرنے کے بجائے اس کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے تو کتاب قاری کے لیے زیادہ مفید اور درسگاہ اسلامی کی خدمات کو سمجھنے میں زیادہ معاون ہوتی۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

\MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 A PAGE 5 (1,1)

حالات حاضرہ میں مسلمانان ہند کے لیے راہ عمل

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، استادفقہ وادب دارالعلوم حیدرآباد

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، استادفقہ وادب دارالعلوم حیدرآباد اس وقت ہندوستانی مسلمان جن کٹھن اور صبر آزما حالات سے گزررہے ہیں وہ کسی حساس اور باشعورانسان سے مخفی نہیں ہے، ایک طرف فرقہ پرست طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کوصفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹانے کے لئے صف آراء ہوگئی ہیں تو دوسری طرف تختہ اقتدار پر قابض مرکزی حکومت شریعت اسلامیہ میں مداخلت اوراس کے احکام میں ترمیم وتنسیخ کے لئے ایڑی چوٹی کا زورلگارہی ہیں، ہرآنے والا دن مسلمانوں کے لئے کوئی نئی مصیبت لے کرآتا ہے، ہرطلوع ہونے والا سورج اپنے دامن شفق میں مسلمانوں کے خون کی سرخی لے کرصفحہ افق پرنمودار ہوتا ہے، کہیں گاؤ رکھشکوں کی طرف سے مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے تو کہیں مسلم نوجوانوں کونہایت بے دردی سے زدکوب کیا جارہا ہے، ایک طرف پرنٹ میڈیا اورالیکٹرانک میڈیا کے اسٹیج سے اسلامی اصول وقوانین کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو دوسری طرف زعفرانی جماعتوں کی طرف سے مسلمانوں میں منظم طور پرخوف وہراس پیدا کیا جارہا ہے، یہ رستہ خیز حالات تسبیح کے دانوں کے گرنے کی طرح تسلسل اور تیزگامی سے مسلمانوں پرآرہے ہیں اورمسلمانوں کے عقل ودماغ کوماؤف کیے ہوئے ہیں، ایسے پرآشوب اورروح فرسا صورت حال میں مسلمانوں کے لئے کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے؟ اورحالات حاضرہ کے تناظر میں ہم پر بحیثیت مسلمان کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ ایسے شکیب ربا اورمہیب دور میں شریعت مطہرہ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ مصائب وآلام کے وقت ایک مسلمان کی زندگی کا کیا نقشہ ہوتا ہے؟ ان باتوں کوسنجیدگی سے سوچنا اوران کے لئے عملی اقدامات کویقینی بنانا مسلمانوں کے لئے وقت کی اہم ضرورت ہے، جمودوتعطل کی راہ اختیار کرنا اورآئندہ کے لئے کوئی منظم اورمنصوبہ بندکوششیں نہ کرنا غیردانش مندانہ اورمنفی اقدام ہے، جو مستقبل میں مسلمانوں کے لئے بڑا خطرناک اورخوفناک نتائج پیدا کرسکتا ہے۔

اعمال کی اصلاح: سب سے پہلے بحیثیت مسلمان ہم یہ ذہن نشیں کرلیں کہ آسمانی فیصلے ہمیشہ انسان کی اعمال کی بنیاد پرہوتے ہیں، اگرانسان کے اعمال اچھے اورنیک ہوں تو آسمان سے اچھے فیصلے اترتے ہیں اوراگرانسان کے اعمال خراب اورفاسد ہوں تو برے فیصلے آسمان سے اترتے ہیں، خودقرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی نے متعددمقامات پراس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تبارک وتعالی کسی قوم کی حالت نہیں بدل دیتا جب تک وہ لوگ خوداپنے میں تبدیلی نہیں کرلیتے۔(الرعد:۱۱) مشہورصاحب طرزادیب حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہاں یہ قانون بیان کیا ہے کہ حق تعالی توعدل مطلق ہیں، اس کی طرف سے کسی ظلم، زیادتی کا امکان ہی نہیں، وہ توجب بھی کسی قوم کوگرفت میں لے گا تواس قوم کی مسلسل نافرمانیوں کے پاداش ہی میں لے گا اوراسی طرح اس کا عکس بھی یقینی ہے، یعنی جب کسی قوم کی بدنصیبی خوش نصیبی میں تبدیل ہونے لگے، اس کا ادباردورہوکراس کے اقبال مندی کے آثار ظاہر ہونے لگیں تواس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنی اصلاح کرلی ہے، کاش مسلم قوم ایسی صریح آیتوں پرغورکرے اوراپنی حالت کوسوچے۔(تفسیر ماجدی:۲/۲۶۸۴) ایک دوسری جگہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: خشکی اورتری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں، تاکہ اللہ تعالی ان کے بعضے اعمال کا مزہ ان کو چکھائے؛ تاکہ وہ بازآجائیں۔(الروم:۴۱) اورایک جگہ اللہ فرماتے ہیں: اورتم کوجوکوئی مصیبت پہونچتی ہے تووہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے کاموں سے اوربہت سے تودرگزرہی کردیتا ہے۔(الشوری:۳۱) اس لئے جوسخت اوردل فگار حالات ہندوستانی مسلمانوں کے فضائے حیات پرچھائے ہوئے ہیں اورمصائب کے ہجوم اورستم گاریوں کے تلاطم نے ملت اسلامیہ کی کشتی کوغرق مئے ناب کردیا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان فسق وفجوراور بدعملی میں مبتلا ہوگئے ہیں، دین وشریعت سے ان کا رشتہ وقت گزرنے کے ساتھ کمزورپڑتا جارہا ہے، خالق کائنات سے تعلق وارتباط اوردائمی وابستگی بتدریج ڈھیلی پڑتی جارہی ہے، مسلمانان ہندخواہشات نفس کے اسیر، عیش وتنعم کے فریفتہ، لذت کام ودہن کے حریص اورمعادوآخرت سے لاپرواہ ہوچکے ہیں، ہمارا مسلم سماج ہرطرح کے مفاسداورخرابیوں کی مجسم تصویربن چکا ہے، دینی، سماجی اورمعاشرتی برائیاں ایک ایک کرکے مسلم معاشرے کی پہچان بنتی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے مسلمان ہرچہارسواللہ کے عتاب کا شکارہورہے ہیں اوران کے زوال وپستی اورانحطاط وتنزلی کی خونچکاں داستاں لکھی جارہی ہے؛ اس لئے ہم مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکرکریں، اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کی شمع اپنے دلوں میں فروزاں کریں، سیرت طیبہ کی جان نوازخوشبو سے اپنے زندگی کے بام ودرکومعطرکریں، اپنے معاملات میں دین وشریعت کوحاکم اورفیصل بنائیں اورقرآنی تعلیمات وہدایات کواپنی زندگی میں نافذکریں۔

اختلاف رائے میں اعتدال: ہندوستانی مسلمانوں کی پس ماندگی اوران کی زبوں حالی کا ایک سبب باہمی تعصب وتحزب اورگروہ بندی ہے، معدودے چنداختلافی مسائل کولے کرمسلمانوں کا ہرگروہ دوسرے گروہ سے برسرپیکار ہے، نظریاتی کشمکش کی وجہ سے ہرگروہ الگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کررہا ہے اوردوسرے مکتب فکر سے وابستہ لوگوں کی تکفیروتحقیر کرنا، ان کوطعنے دینا اوران پر پھبتیاں کسنا ان کا محبوب اورپسندیدہ مشغلہ بنتا جارہا ہے، اللہ رحم کرے مقررین کرام اورواعظین جوش بیان پرجواصلاحی اورتذکیر عناوین پرگفتگوکرنے کے بجائے دوسرے مکاتب فکر پرکیچڑاچھالتے ہیں اوراس سے وابستہ لوگوں کوہدف تنقیداورہدف ملامت بناتے ہیں، منبرومحراب اوراصلاحی جلسے جہاں سے پوری امت کواتحادواتفاق اورامن ویکجہتی کا درس ملنا چاہیے تھا، آج وہ مسلمانوں کومسلکی خطوط پر بانٹنے اوران کے درمیان دوری پیدا کرنے کے اسٹیج بن چکے ہیں، ان کی پوری قوت بیانی اورشعلہ نوائی محض باہمی افتراق وانتشار پھیلانے پرصرف ہوتی ہے، ان کے زہرآلود بیانات سے محض نفرت وعداوت کے شجرزقوم کونشوونما ملتی ہے، جس کے خوفناک سایے سے پوری ملت اسلامیہ عجیب قسم کی پریشانی اورخلفشار میں مبتلا ہے، یقیناً یہ صورت حال بہت ہی افسوس ناک اورغم انگیز ہے اورمسلمانوں کے لئے فوری طور پراصلاح طلب ہے، اختلاف رائے چاندسورج کی ایک سدابہار حقیقت ہے، ترقی یافتہ اورزندہ دل قوموں کی پہچان ہے، اوراس کے خاتمہ اورازالہ کی کوششیں فضول اوربے فائدہ ہیں، البتہ اختلاف رائے میں اعتدال اورتوازن پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اختلاف رائے کے باوجودتحمل وبرداشت اورعفوودرگزر کی صفت سے آراستہ ہرفردمسلم کی ذمہ داری ہے، نظریاتی ٹکراؤ کے ساتھ باہمی تعلقات کوخوش گوار بنانا اورباہمی تعصب وتحزب کی منجمد برف کومہرووفا اورمحبت والفت سے پگھلانا بے حدضروری ہے، ہم مسلمانوں کے تمام فرقوں کوماضی کے دبیز پردوں میں چھپی ہوئی تلخ یادوں کوبھلاکراب اپنے گروہی اختلافات کا ڈھانچہ ایسا بنالینا چاہیے کہ ہم سب کے مشترکہ مفادات مجروح نہ ہوں، کیوں کہ جن پریشانیوں اورمصیبتوں سے ہندوستانی مسلمان گزررہے ہیں وہ کسی ایک فریق پرحاوی نہیں ہے؛ بلکہ وہابی ہو یا دیوبندی، جماعت اسلامی ہوکہ جماعت اہل حدیث، غرض ہندوستان کی تمام مسلم جماعتیں تاریخ کے اس نازک دورسے گزررہی ہیں، فرقہ پرست طاقتیں یہ دیکھ کرنفرت وانتقام کے تیروتفنگ نہیں چھوڑتی کہ اس کا نشانہ دیوبندی ہوگا یا بریلوی؛ بلکہ ان کوتو ہماری مسلمانی سے چڑھ ہے، ان کوتو امت محمدیہ سے بلادرجہ کا بیر ہے، خوفناک سیلاب یا ہولناک زلزلہ کا منظرجس نے دیکھا ہے وہ بخوبی اس بات سے واقف ہے کہ اس ناگہانی آفت سماوی میں گرفتار ہوجانے کے بعد درندے تک اپنی روش اورخصلت پرقائم نہیں رہ پاتے، بھیڑیا بکری پرجست نہیں لگاتا، شیرانسان پرحملہ نہیں کرتا، سانپ تک اپنے قریب آدمی کونہیں ڈستا، بچھو کسی انسان کوڈنک نہیں مارتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مابین ایک خاموش سمجھوتہ اورخاموش مفاہمت ہوگئی ہوکہ اس ناگہانی آفت سے آزاد ہونے تک ہم ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں تو کیا ہندوستانی مسلمان جن قیامت خیز حالات سے گزررہے ہیں اورجوبہت سے مسلم نوجوان فرقہ پرست طاقتوں کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں، کیا ہم اس کوسیل بلا سے تشبیہ نہیں دے سکتے؟ اورکیا ہم مشترکہ مقاصد کے حصول اورہمہ گیرآفت کے استیصال کے لئے اپنے فروعی اختلافات کوتہہ کرکے نہیں رکھ سکتے؟ کیوں نہیں! اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان ایک متحدہ پلیٹ فارم پرجمع ہوکرجدوجہد کریں اورفرقہ پرست طاقتوں کے مکروہ اورگھناؤنے عزائم کویک جٹ ہوکرناکام بنائیں۔

انتخابات کے موقع پردانش مندی کا ثبوت دیں: موجودہ دور میں قوت واقتدار کے سرچشمہ پرایسے لوگوں کا قابض ہونا بے حدضروری اوراہم ہے جواپنی ذمہ داریوں کے حوالہ سے حساس ہوں اورعدل وانصاف کویقینی بنانے میں ہرطرح کے خطرات مول لینے کا عزم رکھتے ہوں؛ کیوں کہ اسی صورت میں وہاں سے پھوٹنے والی ہرآبجوعدل وخیر سے معطرہوگی اورامن ویکجہتی اوربقائے باہم جس کا ہراعتدال پسند اورسنجیدہ مزاج ہندوستانی خواب دیکھ رہا ہے وہ شرمندہ تعبیر ہوگا؛ لیکن اگراس سرچشمہ پردرندہ صفت اورظلم شعارلوگوں کا قبضہ ہوجائے تووہاں سے پھوٹنے والی آبنائیں ظلم وانتہاپسندی کے زہر سے مسموم ہوگی اورہوائیں جب اس کے بخارات کوبادل بناکرمعاشرے میں برسائیں گی توظلم وجبر کی کھیتوں کونشوونما ملے گا اورعدل وخیر کا گلستان مرجھانے لگے گا، آج سرزمین ہندپرمسلمان اقلیت میں ہیں؛ لیکن ان کی مجموعی تعدادمحتاط اندازے کے مطابق بیس تا پچیس کروڑ ہے، جوہندوستان کی کل آبادی کا اٹھارہ تا بیس فیصد ہے، مسلمانوں کی مجموعی تعدادایک متحدہ پلیٹ فارم پرجمع ہوکراپنی مرضی کے لیڈر کا انتخاب کرسکتی ہے اورحکومتی ڈھانچہ کی تشکیل میں غیرمعمولی کرداراداکرسکتی ہے؛ لیکن حیف صدحیف کہ مسلم امت اس نازک موقع پربھی سوئی رہتی ہے اوراس موقع سے کوئی ٹھوس اورمضبوط لائحہ عمل تیار نہیں کرپاتی ہے؛ جس کی وجہ سے ایسے لیڈر برسراقتدار آجاتے ہیں، جن کی خمیر میں اسلام دشمنی اورمسلمانوں سے خداواسطے کا بیر ہوتا ہے، اورپھراس کا خمیازہ سالہا سال تک امت مسلمہ کوبھگتنا پڑتا ہے، دوسری طرف اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اکثریتی مسلم علاقہ سے کئی مسلم امیدواران کھڑے ہوجاتے ہیں اورحقیقت یہ ہے کہ ایک سے زائد مسلم امیدواروں کوایک علاقہ سے لالچ دے کرفرقہ پرست طاقتیں کھڑا کرتی ہیں؛ تاکہ مسلمانوں کے ووٹ تقسیم ہوجائیں اوران کی تکثیری قوت کومفلوج اورناکارہ بنادیا جائے، مسلم امت کوفرقہ پرست طاقتوں کی اس گہری سازش کوسمجھنا ہوگا اورالیکشن کے موقع پرسنجیدہ، منظم اورمنصوبہ کوششیں کرنا ہوگا، جب تک پورے ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی شعور بیدار نہیں ہوگا مسلمان یوں ہی ذلیل ورسوا ہوتے رہیں گے اورتاریخ کے صفحات پران کی شکستہ پائی وزبوں طالعی کی داستان لکھی جاتی رہے گی۔

دعوت دین کی اہمیت: ہندوستان میں اس وقت مسلمان جن حالات سے گزررہے ہیں، ایسے میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پوری محنت وتندہی کے ساتھ دعوت دین اوراشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیں، غیرمسلم برادران وطن کے دلوں میں اسلام کے حوالہ سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں، اپنے اعمال اوراخلاق وکردار کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں، اسے ہماری بدقسمتی کہیے کہ آٹھ سوسالہ طویل عہدحکومت میں مسلم بادشاہوں کوصرف حکومت کا دائرہ وسیع کرنے اوردفاعی نظام کومضبوط کرنے کی فکردامن گیررہی، ملکی سطح پردعوت دین اوراشاعت مذہب کی طرف تھوڑی بھی انہوں نے توجہ نہیں دی، اگر یہ مسلم بادشاہ اسلام کی اشاعت اوراس کی ترویج کی طرف توجہ دیتے تو ملک کا نقشہ کچھ اورہوتا، اورعجب نہیں تھا کہ پورا ملک اسلام کے زیرنگین آجاتا، اورسرزمین ہندپراسلام کا پرچم لہراتا۔ (بقیہ صفحہ ۶ ؍ پر)

مشکل حالات میں دین پر استقامت

مفتی تنظیم عالم قاسمی استاذ حدیث دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد

اسلام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع اور ان کے احکام کی پیروی کا نام ہے۔ جو لوگ ایمان قبول کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ ہر حال میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں خواہ دشواری ہو یا راحت' حالات موافق ہوں یا مخالف' امیری ہو یا غریبی' بیمار ہوں یا تندرست جہاں اور جس حال میں بھی رہیں ایک خدا کا بن کر رہیں' بھی حالات سے سمجھوتہ نہ کریں اور نہ ان سے گھبرا کر ایمان کا سودا کریں اس سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوگی۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ صحابۂ کرام سے بیعت لیتے وقت اس کی ہدایت فرماتے اور ان سے وعدہ لیتے تھے کہ ہر حال میں تابع اور فرماں بردار رہیں گے' بھی اور کسی حال میں اسلامی احکام سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے خوش حالی اور دشواری دونوں حال میں اتباع و فرماں برداری پر رسول اکرم ﷺ سے بیعت کیا۔ (صحیح بخاری۔۷۱۹۹).

انسان کا عام طور پر مزاج ہے کہ خوشی اور راحت کے لمحات میں تو خوب نیک بنتا ہے' وفاداری اور فرماں برداری کا ثبوت دیتا ہے لیکن جہاں مشکل حالات پیدا ہوئے ساری وفاداری ختم ہو جاتی ہے اور ساتھ چھوڑ بیٹھتا ہے۔ ایک آدمی کسی سے دوستی کرتا ہے تو جب تک مسرت و شادمانی اور عیش و عشرت کا ماحول ہوتا ہے کھل کر ساتھ دیتا ہے اور ہر لمحہ اپنی جان نچھاور کرنے کی بات کرتا ہے لیکن جہاں خوشیاں ختم ہوئیں اور کسی طرح کے ناموافق حالات آئے تو ساری دوستی ختم ہو جاتی ہے اور بیچ میں اجنبیت کی دیوار ایسی کھڑی ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کو پہچانتا بھی نہیں' یہ دوستی اور محبت کس کام کی ہے؟ دوستی اور وفاداری کا امتحان تو پریشانیوں کے وقت ہوتا ہے جو سچا دوست ہوتا ہے وہ مصیبتوں میں بھی کام آتا ہے اور بھی ساتھ نہیں چھوڑتا' ٹھیک اسی طرح اسلام کی وفاداری کا مسئلہ ہے' اس حدیث کا مقصد مسلمانوں میں ایمان راسخ کرنا اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا سچا جذبہ پیدا کرنا ہے کہ جب اپنی زبان سے کلمہ پڑھ لیا تو اس کا تقاضہ ہے کہ آخری سانس تک اس کو ہی ملجا و ماوی سمجھا جائے اور زندگی کے آخری لمحے تک اس کے مطالبات پورے کئے جائیں۔

ایسا نہ ہو کہ جب تک حالات درست ہیں' ماحول پرسکون اور راحت بخش ہے تو ہم اسلام کے سپاہی ہیں اور ماحول کشیدہ ہو جائے تو ہم اسلام کے غدار بن جائیں اور اپنی جان اسلامی احکام سے بھی زیادہ عزیز ہو جائے' ان کو اسلام کا سچا سپاہی نہیں کہا جا سکتا اور نہ یہ لوگ اللہ کے یہاں کوئی مقام پا سکتے۔ اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ ایمان میں جب کوئی داخل ہو تو مکمل شعور و آگہی کے ساتھ اور یہ سوچ کر کہ یہی میرے لئے راہ نجات ہے۔ اسی پر مرنا اور جینا ہے' دنیا کی کوئی طاقت اس کے پائے استقامت میں تزلزل پیدا نہ کر سکے۔

صحابۂ کرام ؓ نے رسول اکرم ﷺ سے اس پر بیعت کیا اور آخری دم تک وہ اس پر قائم رہے۔ مخالفتوں کا طوفان برپا ہوا' فقر و فاقہ کی نوبت آئی' میدان کارزار گرم ہوا' جسم کے ٹکڑے ہوئے لیکن کیا مجال تھا کہ کوئی ان کے ایمان میں شک و شبہ پیدا کر دے اور وفاداری میں فرق آ جائے۔ جہاد کرتے ہوئے انہیں بھی یہ خیال نہیں آیا کہ شہادت سے ہمارا گھر اجڑ جائے گا' بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جائیں گی' پھر ان کا کون سہارا ہوگا' انہیں تحفظ شریعت اور اسلام کی سربلندی کے لئے لڑتے ہوئے مزہ آتا تھا' شاید یہ لذت کہیں اور انہیں نہ ملتی ہو۔ مال' جان' اولاد وغیرہ کی فکر بھی حائل نہ ہوئی' آخری دم تک وہ اسلام کے لئے لڑتے رہے اور اسلام سے وفاداری کا وہ ثبوت دیا کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت بلال' حضرت عمار' حضرت صہیب' حضرت خباب حضرت ابوفکیہ جہنی' حضرت زنیرہ' حضرت سمیہ رضی اللہ عنہم اور نہ جانے کتنے مسلمان مرد و خواتین تھیں جن پر کفار مکہ نے شروع اسلام میں ایسے مظالم ڈھائے تھے کہ ان کے تصور سے آج بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔ ان کمزور مسلمانوں کا بظاہر کوئی سہارا نہیں تھا اس لئے وہ خوب ان کو مارتے ستاتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے' مارنے اور ستانے والے تھک جاتے لیکن قربان جایئے ان پر اسلام کا جو نشہ طاری ہو گیا تھا اس میں کوئی فرق نہیں آیا اور پھر اللہ تعالی نے ان کو وہ مقام دیا کہ کائنات رشک کرتی ہے۔

بھوک اور پیاس انسان کی بڑی کمزوری ہے۔ فقر و افلاس کی وجہ سے آدمی اپنا ایمان بیچ ڈالتا ہے' اپنا مسلک چھوڑ بیٹھتا ہے اور اپنے افکار و عقائد سے پھر جاتا ہے لیکن صحابۂ کرام ؓ نے کلمہ پڑھ لینے کے بعد بھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ شعب ابی طالب میں بھوک و پیاس میں تین سال تڑپتے رہے مگر کسی نے اسلام ایک لمحے کے لئے نہیں چھوڑا' ہجرت کے بعد بھی بہت دنوں تک مالی حالت بہتر نہیں ہوئی' مہینوں مہینوں چولہا جلانے کی نوبت نہیں آتی' بھوک کی وجہ سے پتے چباتے مگر اسی حال میں وہ دشمنوں سے ٹکراتے اور اسلام کے نام پر قربان ہو جاتے' دنیوی آسائش و راحت کے حرص نے بھی ان کے پاکیزہ دامن کو داغدار نہیں کیا۔

حضرت کعب بن مالک ؓ سچے اور پکے مسلمان تھے' غزوۂ تبوک میں کسی وجہ سے نہیں جا سکے' رسول اکرم ﷺ نے مصلحتاً کچھ دنوں کے لئے مسلمانوں کو ان سے بولنے سے منع کر دیا تھا' مدینہ تمام وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گیا تھا اور سارے تعلقات اور رشتہ داریوں کے باوجود پورا شہر اجنبی بن گیا تھا' ان کے لئے ایک ایک لمحہ صدی بن کر گذر رہا تھا ان حالات میں عیسائی بادشاہ غسان نے انہیں اپنے ملک میں آنے اور بادشاہت میں شریک ہونے کی دعوت دی' بڑی نازک گھڑی تھا اور سخت امتحان تھا لیکن اسلام کا یہ سچا سپاہی اس میں بھی کامیاب نکلا اور انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے خط کو جلا ڈالا اور سخت غیظ و غضب کا اظہار کیا۔

صحابۂ کرام ؓ کی زندگی کے یہ نقوش ہمارے سامنے ہیں' ہماری ذمہ داری ہے کہ اسلام کے سانچے میں ہم ایسا ڈھل جائیں اور رگ و ریشے میں اس طرح اس کی محبت سما جائے کہ ملک کا کوئی قانون اور کوئی نظام اسلام پر عمل کرنے سے نہ روک سکے۔ ہم اپنے مقدمات اور مسائل قرآن سے حل کرائیں اور اسی کو اپنا مسیحا سمجھیں' ہم اعلان کر دیں کہ ہم بھوک اور پیاس کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیں گے لیکن اسلام کے خلاف تمہاری سازشوں اور منصوبوں کو بھی کامیاب ہونے نہیں دیں گے۔ ہم عہد کریں کہ ملک میں اسلامی نظام ہو یا نہ ہو ہم اپنی زندگی' اپنے گھر اور اپنے معاشرے میں اسلامی نظام قائم کریں گے' معاملات' معاشرت' لین دین' گفتار و کردار وغیرہ زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کی حکمرانی ہوگی اور اسی کی ہم اتباع کریں گے اس لئے کہ ایک مسلمان صرف اور صرف شریعت اسلامی کا ہی پابند ہے' وہ اسے کسی بھی وقت نظر انداز نہیں کر سکتا خواہ حالات کتنا ہی بھیانک کیوں نہ ہوں۔ جب تک ہم یہ عہد نہیں کریں گے اور عملی زندگی میں اس کو نہیں برتیں گے تو صرف باتوں سے ہمارا پرسنل لاء محفوظ نہیں رہ سکتا۔

بقیہ حالات حاضرہ میں مسلمانان ہند کے لیے راہ عمل

کیوں کہ ایک تو خود مذہب اسلام میں ایسی کشش ہے کہ وہ صحیح شعور رکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسلامی تعلیمات جامع، ہمہ گیر، معتدل اور متوازن ہونے کے ساتھ فطرت انسانی سے ایسا ہم آہنگ ہے کہ کوئی بھی باشعور انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، دوسرے برہمن مذہب میں جو امتیاز و تفریق ہے کہ پوری انسانیت کو چار طبقوں میں تقسیم کیا گیا: سب سے اونچا طبقہ برہمن، دوسرا چھتری، تیسرا دیش اور سب سے بدقسمت اور محروم شودر تھا، شودر طبقہ کو نہایت کم تر اور حقیر سمجھا جاتا تھا، اور ان سے صرف خدمت کا کام لیا جاتا تھا، شودر کا کوئی فرد برہمن کی کسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی برہمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتا تھا، اگر وہ کسی پانی کے گھڑے کو ہاتھ لگا دے تو اسے پھینک دیا جاتا تھا، اس طرح کے تصورات و خیالات اب بھی ہندو مذہب میں پائے جاتے ہیں، ایسے مظلوم اور ستائے ہوئے لوگوں کے لئے اسلامی اخوت و وحدت تریاق کا کام کرتی اور اسلام کی ضیاپاش کرنیں ان کے قلوب کو روشن و منور کرتیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ اسلام کی دعوت اور اس کی ترویج کی فکر امت مسلمہ میں پیدا ہو رہی ہے اور اس کے لئے انفرادی و اجتماعی کوششیں ہو رہی ہیں، تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے لئے منظّم، مربوط اور دانشمندانہ طریقہ کار اختیار کیا جائے؛ تاکہ اس کے دوررس اور ہمہ گیر اثرات مرتب ہو سکیں، اس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہم برادران وطن کی زبان میں مہارت حاصل کریں، ان کے مذاہب کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ مطالعہ کریں، تحریری اور تقریری صلاحیتوں کو پروان چڑھائیں، اسلامی تعلیمات کے محاسن اور اس کی خوبیاں غیر مسلم احباب کے سامنے بیان کریں، معاشرتی زندگی کے تعلق سے اسلام کی رہنمایانہ خطوط ان کے سامنے واضح کریں، اسلام کے معاشی و اقتصادی نظام کی خوبیوں کو اجاگر کریں، اپنے اعلی اخلاق و کردار سے غیر مسلم کو متاثر کریں، تحریر اور تقریر کا انداز مثبت اور معروضانہ ہو؛ کیوں کہ مناظرانہ اسلوب اور منفی انداز مخاطب کے لئے قبول حق میں مانع ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک تلخ اور تکلیف دہ حقیقت ہے کہ علماء جو قوم و ملت کے قائد اور نقیب ہیں، اسلام کے پاسبان اور محافظ ہیں، زبان کے طور پر زیادہ سے زیادہ عربی اور اردو کو سیکھتے ہیں اور برادران وطن کی زبان کو شجر ممنوعہ خیال کرتے ہیں، دوسرے برادران وطن کے مذہب پر ان کا مطالعہ نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ یہ ایک قابل تشویش امر ہے جو فوری طور پر قابل اصلاح ہے، اسلام کسی زبان کو سیکھنے سے منع نہیں کرتا؛ بلکہ اگر کوئی دعوتی مقصد کے لئے زبان سیکھنا چاہتا ہے تو اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت ؓ کو یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا، (ترمذی: ۲:۲۷۱۵) حضرت مولانا قاسم نانوتوی ؒ کو انگریزی زبان نہ آنے پر سخت ملال ہوا جب کہ سفر حج کے دوران ایک انگریز آپ کے افکار و خیالات سے بڑا متاثر ہوا اور قریب تھا کہ وہ اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہو جاتا؛ لیکن ظاہری اسباب کے دائرہ میں غالباً ترجمانی میں نقص رہنے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں ہو سکا، چنانچہ حضرت والا نے عزم مصمم کر لیا کہ سفر سے واپس ہونے کے بعد انگریزی زبان سیکھوں گا اور اس میں مہارت پیدا کروں گا، اگر علمائے دین اور مدارس کے فضلائے کرام اس طرف توجہ دیں تو ان شاء اللہ ایک صالح اور خوشگوار انقلاب آئے گا، اور دعوت دین اور اشاعت اسلام کا کام وسیع اور بڑے پیمانہ پر ہوگا اور ملک میں ہر سو چھائی ذلت و نکبت کا خاتمہ ہوگا۔

خدمت خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے: خدمت خلق ایک محبوب اور پسندیدہ عمل ہے، اسلام اور مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر گھر تشریف لائے تو آپ کی مونس و غم خوار رفیقہ حیات حضرت خدیجہ ؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دی: خدا کی قسم! خدا آپ کو بھی رسوا نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور آفت سماوی کے وقت آپ لوگوں کے کام آتے ہیں۔ (بخاری) حضرت خدیجہ ؓ کا ایک جملہ ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت خلق اور مخلوق کو نفع پہونچانے کے جذبہ کی عکاسی کرتا ہے، اور ہمیں دعوت غور و فکر دیتا ہے کہ نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک اہم امتیازی وصف خلق خدا کی خدمت کرنا، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا اور پریشان حال لوگوں کا تعاون کرنا تھا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی بیج سرزمین مکہ میں بونے سے پہلے اخلاقی تلوار کے ذریعہ ہموار کیا، دلوں کو آہن و فولاد سے فتح کرنے کے بجائے تعاون و ہمدردی کی شمشیر سے مسخر کیا۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم سیرت طیبہ کے اس پہلو سے روشنی حاصل کریں اور شہرت و ناموری اور کسی مادی و سیاسی فائدہ سے بالاتر ہو کر بلا تفریق مذہب و ملت ہم خدمت خلق میں حصہ لیں، پریشان حال کی مدد کریں، خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی معیار زندگی کو اونچا کریں، مریض اور بیمار لوگ جنہیں ضروری علاج و معالجہ کے پیسے میسر نہیں ہیں ان کو پیسے فراہم کریں، بھوکوں اور فاقہ مستوں کو کھانا کھلانے کا نظم کریں، ہمارا یہ عمل ان شاء اللہ ایک طرف نامہ اعمال میں حسنات اور نیکیوں کے اضافہ کا سبب بھی ہوگا تو دوسری طرف برادران وطن کے ساتھ تعلقات کو خوش گوار بنانے اور ان کے دلوں میں محبت و ہمدردی پیدا کرنے میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگا، یہ بات بڑی خوش آئند اور فرحت بخش ہے کہ مسلمانوں میں اس کا شعور بیدار ہو رہا ہے اور مسلم تنظیمیں آفات سماوی کے موقع پر متاثرہ علاقوں میں پہونچ رہی ہیں، اور قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں، تاہم ضرورت ہے کہ اس طرح کے سماجی خدمات کو ایک منظّم اور منصوبہ بند تحریک کی شکل دی جائے، جس کے اثرات ہندوستان کے ہر ہر خطے تک پہونچے، نیز اس کام کو دینی مراکز جیسے مدارس اور مساجد سے جوڑا جائے، اس سے ان شاء اللہ بہتر اور خوش گوار نتائج سامنے آئیں گے۔

MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 & PAGE 7 (1,1)

بدحال طبی ڈھانچہ

روزنامہ نو بھارت ٹائمز ۹/ فروری ۲۰۱۸ء ترجمہ : سید محمد عادل فریدی

اتر پردیش کے اناؤ ضلع میں چالیس لوگوں کے اچ آئی وی (ایڈز) سے متاثر ہونے کا معاملہ کافی تشویش ناک ہے، اس خوفناک خبر نے ہمارے پورے طبی ڈھانچہ کی پول کھول کر رکھ دی ہے، کہا جا رہا ہے کہ اناؤ ضلع کے بانگر مؤ تحصیل کے کچھ گاؤں کے تقریباً چالیس لوگوں کا علاج ایک جھولا چھاپ ڈاکٹر نے کیا تھا، اس نے ایک ہی سرنج سے سب کو انجکشن لگا دیا، جس سے یہ انفکشن پھیل گیا، اس سے علاج کروانے والے کچھ اور لوگوں میں بھی اچ آئی پوزیٹو کی علامت پائی گئی ہے، جس کی تصدیق کے لیے جانچ کروائی جا رہی ہے۔ حالانکہ اس معاملہ کی جانچ میں لگی ہوئی نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن اور اسٹیٹ ایڈز کنٹرول سوسائٹی مشترکہ ٹیم یہ ماننے کو راضی نہیں ہے کہ صرف انجکشن کی وجہ سے اتنے بڑے پیمانے پر ایڈز کا اثر پھیلا ہے۔ ٹیم میں شامل افسروں کا ماننا ہے کہ انفکشن پھیلنے کی دوسری وجوہات بھی ہیں، جن کا پتہ لگانے کی ضرورت ہے، بہر حال اس واقعہ سے لوگوں میں دہشت پھیل گئی ہے۔ لوگوں کا مطالبہ ہے کہ جہاں جہاں ایڈز متاثرین ملے ہیں اس گاؤں کے ہر فرد کا اچ آئی وی ٹیسٹ کرایا جائے اور جو لوگ اس متاثر ہوں ان کا فوری علاج کروایا جائے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اس علاقے کے بہت سے لوگ دوسرے شہروں میں نوکری کرتے ہیں، تو ممکن ہے کہ وہ باہر سے یہ بیماری لے کر آرہے ہوں۔ ان سبھی پہلوؤں کو نظر میں رکھ کر وہاں علاج اور تحفظ کا انتظام کرنا چاہیئے۔ یہ ایک المیہ ہے کہ آج بھی ملک کے بہت سے گاؤں ایسے ہیں جہاں جدید طبی سہولیات کی رسائی نہیں ہے۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ آج بھی جھولا چھاپ ڈاکٹروں پر منحصر ہے۔ ہندوستان کی ایک ارب تیس کروڑ کی آبادی پر محض دس لاکھ ڈاکٹرز ہیں۔ ان میں سے بھی محض دس فیصد ہی سرکاری طبی ڈھانچے سے منسلک ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) کی ایک رپورٹ کے مطابق دیہاتوں میں لوگوں کا علاج کر رہے ہر پانچ میں سے صرف ایک ڈاکٹر کے پاس ہی پریکٹس کے لیے لازمی استعداد ہوتی ہے، 57.3% کے پاس تو کسی قسم کی کوالیفکیشن ہی نہیں ہوتی۔ طبی نظام بھی تعلیمی نظام کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ جو مالدار لوگ ہیں ان کے لیے پرائیوٹ سیکٹر کی عمدہ سہولیات دستیاب ہیں۔ لیکن جو غریب ہیں وہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے بھی تباہ ہوئے جا رہے ہیں، حالات بے قابو ہونے پر وہ علاج کے لیے سرکاری اسپتالوں میں جاتے ہیں، لیکن یہ بھی اکثر ان کی پہونچ سے دور ہی ہوتے ہیں، اور بیشتر سرکاری اسپتالوں کا حال بھی کیسا ہے: نہ ضروری آلات ہیں، نہ جانچ اور علاج کی دیگر سہولتیں ہی ڈھنگ کی ہیں۔ ڈاکٹر بھی وہاں ہمیشہ نہیں ملتے، اور جو بہتر اسپتال ہیں وہاں لائنیں اتنی لمبی ہوتی ہیں کہ نمبر لگانا ہی بہت دشوار ہوتا ہے، دوسری طرف سرکار کی دلچسپی نئے اسپتال کھولنے سے زیادہ غریبوں کا ہیلتھ انشورنس کرانے میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے طبی ڈھانچے کے بھروسے ہم اچ آئی وی ایڈز اور اس جیسی دیگر خطرناک بیماریوں پر کیسے قابو پا سکتے ہیں ؟؟؟

سسکتا تعلیمی نظام

ہریونش چترویدی (ترجمہ : سید محمد عادل فریدی)

۲۰۱۸ء کے لیے ایشیاء کی یونیورسٹیوں کی جو فہرست جاری ہوئی ہے، اس میں ہندوستان کے لیے خوشگوار بات یہ ہے کہ ۳۵۰ یونیورسٹیوں میں ہندوستان کی بیالیس یونیورسٹیوں کو جگہ ملی ہے، یہ رینکنگ جن ۱۳/ بنیادوں پر کی گئی ہے، ان میں سے ۱۲/ پر ہندوستان نے اپنی حالت بہتر بنائی ہے۔ عالمی طور پر تین ایجنسیاں یونیورسٹیوں کی رینکنگ کراتی ہیں، ان می ٹائمز ہائر ایجوکیشن، شنگھائی جیوٹانگ یونیورسٹی اور کوئیکر یلی سائمنڈس؛ یہ تینوں ایجنسیاں دنیا کے اعلیٰ ترین پانچ سو سے ایک ہزار یونیورسٹیوں کی فہرست ہر سال جاری کرتی ہیں، اکثر اس فہرست سے ہندوستانی یونیورسٹیوں کے نام غائب ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے سلسلہ میں ہمارے سسکتے تعلیمی نظام کی پول کھل کر سامنے آتی ہے۔ ٹائمز کی ایشیا یونیورسٹی کی رینکنگ چھ سال پہلے شروع کی گئی تھی، اس رینکنگ میں پچھلے دو سالوں کی طرح اس سال بھی نیشنل یونیورسٹی سنگاپور کو پہلا مقام حاصل ہوا ہے، چین کی شی ہوا یونیورسٹی دوسرے نمبر پر اور پیکنگ یونیورسٹی تیسرے نمبر پر رہی۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ چین کی یونیورسٹیاں جو ۱۹۵۰ء کی دہائی میں ہندوستانی یونیورسٹیوں سے پیچھے ہوتی تھیں، اکیسویں صدی میں وہ کافی آگے نکل گئیں اور ہماری یونیورسٹیاں پیچھے ہوتے ہوتے فہرست سے ہی باہر ہو گئیں۔ کیا ہندوستانی یونیورسٹیوں میں بین الاقوامی رینکنگ کے لیے لازمی معیار کے تعلق سے بیداری کا فقدان ہے؟ کیا ہمارے یہاں کی اعلیٰ تعلیم صرف کلاس اور امتحان تک ہی سمٹ کر رہ گئی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ہم ریسرچ اور تحقیق میں پھسڈی ثابت ہو جاتے ہیں؟ رینکنگ میں ہندوستان اور چین کی یونیورسٹیوں کا موازنہ کریں تو وجہ سمجھ میں آجاتی ہے، جو ہندوستانی یونیورسٹیوں کی خراب حالت کے لیے ذمہ دار ہے، یہ رینکنگ ریسرچ، تعلیم، تدریس، تحقیق، ریسرچ کے نتائج وغیرہ پر منحصر ہوتی ہے۔ ہندوستانی یونیورسٹیوں کو سوچنا چاہیئے کہ آخر کار کیوں ں ہمارے ریسرچ اسکالرز بین الاقوامی معیار کی ریسرچ نہیں کر پا رہے ہیں؟ کیا ہمارے اساتذہ، ریسرچ اسکالرز، لیبوریٹریاں، لائبریریز بین الاقوامی معیار کی تحقیق فراہم کرنے کے لائق ہیں؟ کیا عالمی معیار کے تحقیقی کاموں کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتیں یونیورسٹیوں کو مناسب رقم فراہم کرتی ہیں؟ کیا ہم علاقائیت کا شکار ہیں؟ ان سبھی سوالوں کا حل تلاش کیے بغیر ہندوستانی یونیورسٹیوں سے عالمی معیار پر کھرا اترنے اور رینکنگ میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی امید رکھنا فضول ہے۔

نہرو بنام پٹیل

رام چندر گوہا (انڈین ایکسپریس ۹/فروری ۲۰۱۸ء)

ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

اگر راہل گاندھی کانگریس کے صدر نہیں ہوتے، تب بھی کیا وزیر اعظم نریندر مودی پارلیامنٹ میں کی گئی اپنی حالیہ تقریر میں یہ کہتے کہ سردار پٹیل نہرو کے مقابلہ میں زیادہ بہتر وزیر اعظم ثابت ہوتے، لیکن کانگریس نے ان کو وزیر اعظم بننے نہیں دیا؟ نریندر مودی نے نہرو بنام پٹیل کا کارڈ سب سے پہلے ۲۰۱۴ء کے جنرل الیکشن کی انتخابی مہم کے دوران کھیلا تھا۔ اب اس کارڈ کو چار سال کے بعد دوبارہ کھیلنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی؟ اگر ہم اس کے وجوہات پر غور کریں تو سمجھ میں آتا ہے کہ اپنی حکومت کی ناکامیوں سے لوگوں کا دھیان ہٹانے کے لیے نریندر مودی ہندوستانی عوام کو غیر ضروری چیزوں میں الجھا رہے ہیں، اپنے مینی فیسٹو میں جس **"اچھے دن"** کا انہوں نے وعدہ کیا تھا وہ تو آیا نہیں، اس کے برخلاف مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے حتی کہ دلتوں تک کے **"برے دن"** آگئے۔

جنرل الیکشن کو اب صرف ایک سال اور باقی رہ گئے ہیں، اب وزیر اعظم کن بنیادوں پر اس کو دوبارہ جیتنے کی کوشش کریں گے؟ ان کے اس طرح کے بیانوں سے لگتا ہے کہ انہیں احساس ہو گیا ہے کہ ۲۰۱۴ء سے اب تک انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے، جس کو لے کر وہ عوام کے سامنے جا سکیں گے، اس لیے وہ لوگوں کے ذہنوں کو ڈائیورٹ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو گئے ہیں۔ ان کے بیانوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو احساس ہو گیا ہے کہ نوٹ بندی کا فیصلہ غلط تھا اور جی ایس ٹی کے فیصلے پر بھی بہت ہی لاپرواہی سے عمل درآمد ہوا۔ نریندر مودی کے کہنے کے مطابق اگر ہندوستان کی معیشت پہلے سے بہتر ہوئی ہے تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ عام لوگ اس سے زیادہ پریشان حال ہیں جتنا وہ ۲۰۱۴ء میں تھے؟ چین اور پاکستان کے ساتھ ہندوستان کے رشتے وزیر اعظم کی نظروں کے سامنے بد سے بدتر ہو چکے ہیں۔ خود ہمارے اندرونی حالات خاص کر کشمیر اور ناگالینڈ میں ۲۰۱۴ء کے مقابلہ میں زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ بی جے پی کو ابھی لوک سبھا میں اکثریت حاصل ہے، مئی ۲۰۱۴ء کے انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ان کے پالیسی سازوں نے دعوے کرنے شروع کر دیے تھے کہ وہ ۲۰۱۹ء میں دو تہائی اکثریت حاصل کریں گے۔ لیکن جیسے جیسے ۲۰۱۹ء قریب آتا جا رہا ہے، ان کو لگنے لگا ہے کہ ابھی جتنی سیٹیں ہیں اس کو بھی برقرار رکھنا مشکل ہوگا۔ ۲۰۱۴ء میں انہوں نے گجرات، راجستھان، ہریانہ، مدھیہ پردیش، ہماچل پردیش، اتراکھنڈ، چھتیس گڑھ، اتر پردیش اور جھارکھنڈ میں اپنے دم پر تقریباً سبھی یا بیشتر سیٹیں حاصل کر لی تھیں۔ اسی طرح بہار اور مہاراشٹر کی بھی بیشتر سیٹوں پر اس نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ ان سبھی صوبوں میں بی جے پی کی سیٹوں میں کمی ہونے والی ہے۔ اس بات کی بھی قوی امید ہے کہ اتر پردیش میں بھی ان کے ممبران پارلیامنٹ کی تعداد میں کمی ہونے والی ہے، جہاں ابھی ان کے ۷۱ ایم پی ہیں۔ دوسری ریاستوں میں وہ کچھ مزید سیٹیں لا سکتے ہیں، لیکن کل ملا کر جو پوزیشن بی جے پی کی بننے لگی ہے، اس سے ایسا لگتا ہے کہ ۲۰۱۹ء میں بی جے پی کے لیے اپنے دم پر اکثریت حاصل کرنا بہت مشکل ہوگا۔

ان کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اسکو کس طرح بدلیں، اس کا ایک ہی طریقہ ان کو سمجھ میں آتا ہے کہ فرقہ بندی کی بنیاد پر ہندوؤں کے ووٹ بینک کو مضبوط کیا جائے اس کے علاوہ وہ اس الیکشن میں ایک بار پھر مودی بنام راہل گاندھی کارڈ کا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے ایک بار پھر اس مقابلہ کو عام آدمی بنام رائل پرنس کا رنگ دینا شروع کر دیا ہے، اپنی شبیہ کو وہ ایک عام آدمی کے طور پر جب کہ راہل گاندھی کو شہزادے کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ مجھے کوئی تعجب نہیں ہوگا اگر مودی اور ان کی ہمنوا میڈیا الیکشن سے کچھ مہینے پہلے مودی بنام راہل گاندھی کو ٹی وی پر کیے جانے والے مباحثے کا موضوع بنا لیں اور اس کے بارے میں لگاتار مہم شروع کر دیں کہ عوام مودی کو پسند کرتی ہے یا راہل گاندھی کو۔ اور یہ بات تو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آج کا بیشتر میڈیا سرکار کے دیے ہوئے ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ یہ لڑائی پارٹی اور نظریات کی سیاست سے ہٹ کر شخصیت کے ارد گرد محصور ہو جائے۔

جب نریندر مودی نہرو اور پٹیل کا نام لیتے ہیں تو وہ سچائی کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان دونوں کو حریف کے طور پر سامنے لاتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہرو اور پٹیل اچھے دوست تھے، ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے والے تھے اور ایک دوسرے کے مشیر تھے، حریف نہیں تھے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی صلاحیتوں کا استعمال ایک مضبوط جمہوری ہندوستان کی تعمیر و تشکیل میں بہت ہی خوبصورتی سے کیا۔

مودی نے اپنی تقریر میں سب مسئلے چالیس سال ساٹھ سال پہلے کے اٹھائے، انہوں نے ۱۹۶۲ء کی جنگ میں شکست کے مسئلہ کو نہرو کی ناکامی کے طور پر پیش کیا، ۱۹۷۵ء میں اندرا گاندھی کے ذریعہ لائی گئی ایمرجنسی کا ذکر کیا، راجیو گاندھی کے ذریعہ شاہ بانو معاملہ میں حکومت کے اپنے اسٹینڈ سے منحرف ہونے کی بات کی گویا کہ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ کانگریس صدر راہل گاندھی ان سبھی غلطیوں کے ذمہ دار ہیں۔ اگر وہ اپنی دادی، ، والد اور پردادا کی غلطیوں کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں تو نریندر مودی بتائیں کہ آپ کی خود کی کی گئی غلطیوں کا ذمہ دار کون ہے۔ چلیے مان لیتے ہیں کہ نہرو نے کچھ نہیں کیا، اندرا گاندھی ناکام وزیر اعظم تھیں، راجیو گاندھی بھی ٹھیک نہیں تھے، لیکن ان چار سالوں میں آپ نے کیا کیا؟

کانگریس کے پاس اپنی وجوہات ہوں گی راہل گاندھی کو صدر بنانے میں، لیکن اگر کانگریس نے یہ فیصلہ کیا ہے تو اس کو نریندر مودی کے اس حملے کا جواب دینے کے لیے تیار رہنا ہوگا، مثال کے طور پر اگر گاندھی کے بجائے اگر کوئی سنگھ، نیگی، دیوان، یا گانگولی سرنیم والا شخص کانگریس کا صدر ہوتا تو بھی کیا وزیر اعظم نریندر مودی نہرو بنام پٹیل کا کارڈ کھیلتے۔

اگر نہرو خاندان سے ہٹ کر کوئی اور کانگریس کا صدر ہوتا تو پھر نریندر مودی کو اپنی ناکامیاں چھپانے کے لیے ماضی کی داستان دہرانے کا اور عوام کا ذہن کانگریس پارٹی کے سابق وزرائے اعظم کے ذریعہ کی گئی غلطیوں کی طرف موڑ کر اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کا موقع نہیں مل پاتا، کانگریس نے انہیں یہ موقع دیا ہے تو جواب کے لیے بھی تیار رہنا ہوگا۔

MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 & PAGE 8 (1,1)

سید محمد عادل فریدی

امریکا میں اس سال کا دوسرا حکومتی شٹ ڈاؤن

کانگریس کی طرف سے ہنگامی فنڈز کی عدم منظوری کے بعد امریکی حکومت ایک بار پھر کئی گھنٹوں کے لیے بند ہو گئی۔ اس سال ایسا دوسری بار ہوا کہ حکومتی شٹ ڈاؤن کے دوران لاکھوں وفاقی ملازمین کو پھر رخصت پر بھیج دیا گیا۔ سال رواں کے دوران اس سے پہلے ۲۰/جنوری کو بھی، جب صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے دور صدارت کا ٹھیک ایک سال پورا ہو رہا تھا، امریکا میں وفاقی حکومت کو اس لیے شٹ ڈاؤن کا سامنا کرنا پڑ گیا تھا کہ تب کانگریس نے پارٹی اور مالیاتی اختلافات کے باعث بروقت وہ بجٹ منظور نہیں کیا تھا، جس کی واشنگٹن حکومت کو اپنی کارکردگی کے تسلسل کے لیے اشد ضرورت تھی۔ (ڈوئچے ویلے)

شام میں فضائی حملے، ۲۹/افراد ہلاک

شام کے دارالحکومت دمشق کے مضافاتی شہر غوطہ میں باغیوں کو نشانہ بنا کر جنگی طیاروں نے حملے کئے۔ جن میں کم از کم ۲۹/افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ شامی حقوق انسانی کی نگراں تنظیم نے کہا کہ دمشق کے نزدیک مشرقی غوطہ کے جمالیکا، اربان، حجہ اور بیت الشعہ شہروں میں جمعرات کو فضائی حملے کئے گئے، جن میں ۲۹/افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ مشرقی غوطہ کی جنگی صورتحال پر بین الاقوامی سطح پر تشویش بڑھ رہی ہے۔ یہاں کے باشندوں کا کہنا ہے کہ انہیں خوراک اور دواؤں کی کمی کا سامنا ہے۔ واضح رہے کہ صدر اسد رجیم نے کہا کہ وہ شام کے تمام علاقوں کو باغیوں سے آزاد کرانے کے لیے مصروف عمل ہے۔ (بحوالہ آفتاب آن لائن)

مالدیپ کا بحران، ٹرمپ اور مودی کا تبادلۂ خیال

امریکی صدر اور ہندوستانی وزیر اعظم نے ۸/فروری کو مالدیپ کے سیاسی بحران پر گفتگو کی ہے۔ مالدیپ کے صدر کی جانب سے ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ملک میں سیاسی تناؤ بڑھ چکا ہے۔ بحر ہند میں واقع جزیرہ مالدیپ میں پیدا سیاسی بحران کے حوالے سے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے درمیان ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی ہے۔ امریکی صدر اور بھارتی وزیر اعظم نے مالدیپ کے سیاسی عدم استحکام پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اظہار کیا ہے کہ مالے حکومت کو جمہوری اقدار اور اداروں کا احترام کرنے کے علاوہ قانون کی حکمرانی برقرار رکھنی چاہیے۔ (ڈوئچے ویلے)

لیبیا میں مسجد میں بم دھماکہ ۲/افراد شہید ۵۰/سے زیادہ زخمی

لیبیا کے مشرقی شہر بن غازی میں مسجد میں دھماکوں کے نتیجے میں کم از کم ۲/افراد شہید اور پچاس سے زائد زخمی ہو گئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق بن غازی میں نماز جمعہ کے دوران مسجد سعد بن عبیدہ میں آئی ای ڈی کے ذریعے دو دھماکے کیے گئے۔ لیبین حکام کے مطابق دھماکا خیز مواد دو بیگوں میں رکھا گیا تھا تاہم کسی بھی گروپ کی جانب سے حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی ہے۔ خیال رہے کہ تین ہفتے قبل بھی بن غازی میں ایک مسجد کے باہر کار بم دھماکوں میں ۳۵/افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے تھے۔ (ڈیلی آفتاب آن لائن)

اسرائیل میں پناہ گزیں افریقی تارکین وطن کو ملک چھوڑنے کا نوٹس

اسرائیلی حکومت نے سرائیل میں پناہ گزیں افریقی تارکین وطن کو نوٹس جاری کیا ہے کہ انہیں دو ماہ کے اندر اسرائیل کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک جانا ہوگا۔ انسانی حقوق کے گروپ اس اسرائیلی فیصلے کی مذمت کر رہے ہیں۔ اسرائیلی اخبار ''ہاریٹز'' کے مطابق ان تارکین وطن کو خطوط ملنا شروع ہو گئے ہیں جن میں انہیں جہاز کے ٹکٹ کے علاوہ ساڑھے تین ہزار ڈالرز فراہم کرنے کی پیشکش کی گئی ہے۔ اخبار کے مطابق اسرائیل میں ایسے پندرہ سے بیس ہزار افریقی تارکین وطن موجود ہیں۔ اسرائیل کے امیگریشن حکام کے مطابق یہ نوٹس اڑتیس ہزار افریقی تارکین وطن میں سے محض ان افراد کو جاری کیے گئے ہیں جو اکیلے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کا تعلق اریٹیریا یا سوڈان سے ہے۔ (بصیرت آن لائن)

پاکستان میں بیک وقت تین طلاق کے تعلق سے بل لانے کی تیاری

پاکستان کے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیرمین قبلہ ایاز نے کہا ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے گا، گرچہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس کے لیے جلد ہی پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جائے گا۔ بی بی سی اردو کو انٹرویو دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اس سلسلے میں سفارشات تیار کر لی گئی ہیں جو جلد ہی پارلیمان میں پیش کر دی جائیں گی ہم اس پر بل تیار کر رہے ہیں جو وزارت قانون کو بھیجا جائے گا جس کے بعد بیک وقت تین طلاقیں دینے کی صورت میں طلاق تو ہو جائے گی تاہم اس سلسلے میں حتمی فیصلہ عدالت میں قاضی کرے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ بدقسمتی سے یہ تاثر پھیل گیا ہے کہ ہم نے صرف خواتین کو ہی موضوعِ بحث بنایا ہے لیکن ہم نے خواتین کے حقوق کے بارے میں سفارشات بھی مرتب کی ہیں اس کے علاوہ ہم نے معیشت، تعلیم اور ابلاغِ عامہ کے حوالے سے بہت کام کیا ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

جرمنی میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی

جرمنی کی ایک مقامی عدالت نے مقامی جوڑے کی شکایت پر مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ جرمنی کے شہر ڈورٹمنڈ کے نواحی قصبے اوہرا یرکنشو یک میں واقع مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مسجد سے ۶۰۰/میٹر دور رہنے والے ۶۹/سالہ ہانس یوآخم لیہمان نے اپنی بیوی کے ہمراہ مقامی عدالت میں درخواست دائر کی تھی کہ اذان میں الفاظ کے ذریعے عقائد کا اظہار کیا جاتا ہے اور اذان سننے والے کو نماز میں شرکت کے لیے مجبور کیا جاتا ہے، بالخصوص جمعے کے روز لاؤڈ اسپیکر پر دی جانے والی اذان ان کے مسیحی عقائد اور مذہبی آزادی کے منافی ہے۔ مقامی عدالت نے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ حکام نے قواعد وضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے کی اجازت دی ہے، لہٰذا عدالت لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی عائد کرتی ہے تاہم مسجد میں اذان دینے کی اجازت کے لئے دوبارہ درخواست بھی دی جا سکتی ہے۔ عدالت نے درخواست گزار کے اس مؤقف کی تردید کی کہ اذان ان کی ''مذہبی آزادی'' کے خلاف ہے۔ (urdutimes.com)

۲۱/فروری کو امارت شرعیہ میں علماء، ائمہ ودانشوران کی اہم نشست

ملک کے موجودہ حالات پر غور وخوض اور مسائل کے حل کی منصوبہ بندی کی غرض سے ۲۱/فروری ۲۰۱۸ء کو دس بجے دن امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے علماء کرام، اساتذہ مدارس، ائمہ مساجد اور دانشوران کی ایک اہم نشست امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر پھلواری شریف پٹنہ میں رکھی گئی ہے۔ اس موقع سے گاندھی میدان میں ہونے والے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے لیے بھی تبادلہ خیال ہوگا۔ واضح ہو کہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء روز اتوار کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں ایک عظیم الشان کانفرنس دین بچاؤ دیش بچاؤ کے عنوان سے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ امارت شرعیہ کے ناظم حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں سے لاکھوں کی تعداد میں اس کانفرنس میں شریک ہونے کی اپیل کی ہے تاکہ پورے ملک میں یہ پیغام دیا جا سکے کہ اپنے دین وشریعت کی حفاظت کے لیے مسلمان ہمیشہ تیار ہیں، اس لیے اس کانفرنس کو کامیاب بنانا ہم سب کی ملی ذمہ داری ہے۔ اس کانفرنس کی تیاری کے تعلق سے ۲۱/فروری کو ہونے والی نشست بہت ہی اہمیت رکھتی ہے، اس لیے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر تمام علماء کرام، ائمہ مساجد ودانشوران اس میٹنگ میں لازمی طور پر شریک ہوں۔

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی میں یو جی سی نیٹ کی کوچنگ

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کے مرکز برائے یو جی سی نیٹ کوچنگ کے زیر اہتمام یو جی سی نیٹ کوچنگ کلاسز کا ۵/مارچ سے آغاز ہوگا۔ کوچنگ کے نوڈل آفیسر پروفیسر عامر اللہ خان کے بمطابق جولائی کے مہینے میں یو جی سی کی جانب سے منعقد قومی اہلیتی امتحان میں شرکت کرنے والے (OBC / STs / SCs) نان کریمی لیئر و اقلیتی زمرہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ اس مرکز سے استفادہ کر سکتے ہیں، جہاں اردو، انگریزی، عربی، فارسی، ہندی، پبلک ایڈمنسٹریشن، مینجمنٹ، کمپیوٹر سائنس اینڈ اپلیکیشن، ویمنس اسٹڈیز، ایجوکیشن، ماس کمیونیکیشن، پولیٹیکل سائنس اور جغرافیہ کے ساتھ ساتھ لازمی مضمون جنرل اسٹڈیز واپٹی ٹیوڈ ٹیچنگ (aptitude Teaching) کی تربیت کے لئے خصوصی کوچنگ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ تربیت انگریزی زبان میں ہوگی۔ واضح رہے کہ سنٹر کے گذشتہ بیچ میں تربیت حاصل کرنے والے ۵/طلبہ نے نیٹ امتحان میں کامیابی حاصل کی تھی جس میں سے ایک طالب علم نے جے آر ایف بھی حاصل کیا تھا۔ خواہش مند طلبہ سی ایس ای کوچنگ اکیڈمی بلڈنگ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے فارم حاصل کر سکتے ہیں۔ فارم یونیورسٹی کی ویب سائٹ www.manuu.ac.in سے بھی ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔ درخواست فارم کے ساتھ -/200 روپئے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ منسلک کریں جو بحق مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اور حیدرآباد میں قابل ادا ہو، تکمیل شدہ درخواست فارم ۱۹/فروری تک جمع کریں۔ ۲۳/فروری کو انٹرنس ٹسٹ کا انعقاد عمل میں آئے گا اور اس کے نتائج کا اعلان ۲۸/فروری کو ہوگا۔ (قومی آواز)

بابری مسجد کے مسئلے پر بورڈ کا موقف اپنی جگہ برقرار، عدلیہ کے باہر کسی بھی سمجھوتہ سے انکار

مجلس عاملہ کی میٹنگ میں لیاگیا فیصلہ، مولانا سلمان ندوی پر ہو سکتی ہے کارروائی

حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں طلاق سمیت کئی اہم مسئلوں پر بات چیت ہوئی میٹنگ میں طلاق، بابری مسجد، سوشل میڈیا اور اصلاح معاشرہ سمیت کئی ایجنڈوں پر گفتگو ہونی تھی لیکن طلاق کے مسئلے پر کافی طویل بات ہوئی اور اخیر میں کچھ دیر بابری مسجد کے مسئلہ پر بھی بات چیت کر کے ایک متفقہ موقف اختیار کیا گیا کہ بابری مسجد کے معاملے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا موقف اپنی جگہ برقرار ہے، کسی بھی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، بابری مسجد ایک مسجد ہے اور جہاں پر ایک دفعہ مسجد بن جاتی ہے وہ قیامت تک کیلئے مسجد رہتی ہے۔ میٹنگ کی صدارت بورڈ کے صدر مولانا رابع حسنی ندوی نے کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ شریعت کی حفاظت اور اتحاد بہت ضروری ہے، انہوں نے بورڈ کے ممبران سے اتحاد برقرار رکھنے کی اپیل کی اور کہا کہ اس وقت تحفظ شریعت کی فکر کرنا اور اتحاد قائم رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد جاری پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ بابری مسجد کے سلسلے میں جب بھی ہندو رہنماؤں کی جانب سے مصالحت کی پیشکش ہوئی تو بورڈ نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان سے منصفانہ اور باعزت حل پیش کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن ان کا ہمیشہ ایک ہی جواب رہا کہ مسلمان یکطرفہ طور پر مسجد سے دستبردار ہو جائیں۔ مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے کیوں کہ مسجد کو غیر اللہ کی عبادت کیلئے دینا قطعا حرام ہے، اور شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر مسلمان ایسا کریں گے وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے۔ بورڈ کا یہی موقف ہے کہ معاملہ عدالت عظمٰی میں ہے، بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ عدالت سے جو بھی فیصلہ ہوگا قانونی طور پر اسے مانا جائے گا، کورٹ میں جو مقدمہ چل رہا ہے وہ آستھا اور عقیدہ کا نہیں بلکہ حق ملکیت کا ہے، اس لئے امید ہے کہ فیصلہ مسلمانوں کے موقف کے مطابق ہوگا، اگر ایسا ہوا تو نہ یہ کسی کی جیت ہوگی اور نہ کسی کی ہار ہوگی بلکہ انصاف کی فتح ہوگی۔ اس میٹنگ میں گذشتہ دنوں شری شری روی شنکر سے بابری مسجد کے مسئلہ پر ملاقات کر کے مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کیلئے سونپ دینے کا فارمولہ پیش کرنے والے مولانا سلمان حسینی ندوی بھی تھے۔ مولانا سلمان ندوی نے آج کی میٹنگ میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی رائے پر مضبوطی سے قائم ہیں دوسری جانب سے بورڈ نے ان کے بیان کی شدید مذمت کرتے ہوئے ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس بات کے بارے میں جائزہ لے گی کہ ان کا ممبر باقی رہنا درست ہوگا یا نہیں۔ بورڈ کے صدر مولانا رابع حسنی ندوی سمیت تمام ممبران مولانا سلمان ندوی کے رویہ سے شدید برہم ہیں۔ بعض ممبران نے مولانا سلمان ندوی کے طرز عمل کو عدلیہ کی توہین پر بھی مبنی قرار دیتے ہوئے بورڈ سے اس سلسلے میں سخت قدم اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ مولانا ندوی کے طرز عمل سے پوری ملت کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لیے ان کی رکنیت کو رد کیا جائے (ایجنسی)

طب وصحت

آیوڈین کی کمی

آیوڈین کا نام تو آپ نے سنا ہوگا اور اس کی وجہ اس جز سے ملے نمک کی بازاروں میں دستیابی ہے اور یہ جز زخموں کی صفائی کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آیوڈین ایسا لازمی غذائی جز ہے جو تھائی رائیڈ ہارمونز کے لیے ضروری ہے اور صحت مند افراد میں پندرہ سے بیس ملی گرام ہوتا ہے تا کہ تھائی رائیڈ گلینڈ کے افعال کو ریگولیٹ کیا جاسکے۔ چونکہ جسم قدرتی طور پر اسے نہیں بناتا، اسی لیے یہ غذاؤں سے حاصل کیا جاتا ہے جیسے مچھلی، دودھ، پنیر، پھل، سبزیاں اور آیوڈین ملا نمک۔ اگرچہ یہ متعدد اشیاء میں ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ایک اسے مناسب مقدار میں جزو بدن بھی کرلیتا ہے اور ڈان کے مطابق اس وقت دنیا کی 40 فیصد آبادی میں اس کی کمی کا خطرہ ہے۔ اس کی علامات اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

گلے کا سوجنا: تھائی رائیڈ گلینڈ گلے میں ہوتے ہیں اور آیوڈین ان کے لیے ضروری ایندھن ہے۔ اگر جسم میں آیوڈین کی کمی ہوجائے تو تھائی رائیڈ والا حصہ پھیلنے لگتا ہے تا کہ جسم کی ہارمون کی پیداوار کی طلب کو پورا کرسکیں، اس کے نتیجے میں گلا سوج جاتا ہے جبکہ گلہڑ کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

جسمانی وزن میں اضافہ: اگر جسمانی وزن میں اچانک غیر معمولی اضافہ ہوجائے اور آپ اس کی وجہ جان نہیں سکیں تو یہ آیوڈین کی کمی کا اشارہ بھی ہوسکتا ہے۔ اس جز کی کمی تھائی رائیڈ کے ایسے مرض کا باعث بنتی ہے جو جسمانی وزن میں اضافہ کرتا ہے۔

تھکاوٹ اور کمزوری: آیوڈین میٹا بولزم کو ریگولیٹ کرنے کا کام بھی کرتا ہے اور اس کی کمی کے نتیجے میں یہ نظام پیچیدگیوں کا شکار ہوجاتا ہے۔ اگر غیر معمولی کمزوری یا تھکاوٹ کا احساس ہو تو یہ اس کی علامت ہوسکتی ہے۔

خشک جلد: جلد ہمارے جسم کا سب سے بڑا عضو ہے اور تھائی رائیڈ اسے ہموار اور صحت مند رکھنے میں کردار ادا کرتا ہے، تاہم تھائی رائیڈ کو مناسب مقدار میں آیوڈین نہ ملے تو جلد خشک اور چھلکوں جیسی ہونے لگتی ہے۔

بالوں کا گرنا: بالوں کی نشوونما کے لیے بھی ہارمونز کا کردار ہوتا ہے اور تھائی رائیڈ کا بھی اس سے تعلق ہوتا ہے۔ بالوں کا گرنا مختلف وجوہات کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے جیسے عمر، ادویات وغیرہ، تاہم پھر بھی اگر بال گر رہے ہوں تو آیوڈین کے لیول کو چیک ضرور کرالیں۔

مسلسل سردی لگنا: کیا آپ کو ہر وقت سردی لگتی ہے؟ چاہے موسم گرم ہی کیوں نہ ہو؟ اگر آپ کا جسمانی درجہ حرارت دیگر افراد کے مقابلے میں کم ہو تو آیوڈین کی کمی ہوسکتی ہے کیونکہ جسمانی درجہ حرارت بھی ان متعدد جسمانی افعال میں سے ایک ہے جو تھائی رائیڈ ریگولیٹ کرتا ہے۔

بے ترتیب دھڑکن: خون کی شریانوں سے جڑے نظام پر بھی تھائی رائیڈ بہت زیادہ اثرات مرتب کرتا ہے اور دل تھائی رائیڈ ہارمونز کے لیے 'ٹارگٹ عضو' ہوتا ہے، اگر دل کی دھڑکن اکثر تیز ہوجاتی ہو تو یہ جسم میں آیوڈین کی کمی کا اشارہ ہوسکتی ہے۔

یاداشت کے مسائل: آیوڈین ذہنی چوکنے پن اور ذہانت سے جڑا جز ہے، اس کی معمولی کمی بھی ذہانت، یادداشت اور سیکھنے کے عمل پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔

ہفتہ رفتہ | ہفتہ رفتہ | ہفتہ رفتہ | ہفتہ رفتہ | ہفتہ رفتہ | راشد العزیری ندوی

جناب عتیق احمد صاحب کی والدہ کا انتقال باعث صدمہ: ناظم امارت شرعیہ

جو بھی انسان دنیا میں آیا اسے ایک نہ ایک دن دنیا چھوڑ کر آخرت کی راہ لینی ہی ہوتی ہے، لیکن جس طرح دنیا میں آنے کا وقت متعین ہے، اسی طرح دنیا سے روانہ ہونے کا وقت بھی طے ہے۔ لیکن بعض لوگوں کی زندگی بڑی با فیض ہوتی ہے، اسی لیے ان کے جانے کا غم بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خاص کر کے ماں باپ کی موت بچوں کے لیے تپتی دھوپ میں شجر سایہ دار کے ختم ہوجانے کے مانند ہے۔ جناب عتیق احمد صاحب برہی دربھنگہ کی والدہ کا انتقال ہمارے لیے انتہائی غم کا باعث ہے۔ وہ اب ہمارے درمیان نہیں رہیں، مگر ایک بڑا علمی خانوادہ چھوڑ کر گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور وارثین کو صبر جمیل دے، یہ باتیں امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے مرحومہ کے لیے تعزیتی بیان میں کہیں، مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مرحومہ نیک طبع تھیں انہوں نے ایک سو سال سے زائد کی عمر پائی۔ مرحومہ نے اپنے تمام بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی، جس کی وجہ سے یہ پورا خاندان تعلیم یافتہ اور مہذب ہے، برادر مکرم عتیق احمد کی والدہ کا سانحۂ ارتحال ہمارے لیے باعث صدمہ ہے، مرحومہ کی شرافت مثالی تھی، مرحومہ نے اپنے پیچھے ایک ہرا بھرا خاندان چھوڑا ہے، ان کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، مرحومہ مولانا محمد اقبال صاحب معاون امام وخطیب جامع مسجد کربلا پھلواری شریف کی دادی تھیں، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ وارثین کو صبر واستقامت عطا کرے۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ ومدیر نقیب نے بھی مرحومہ کی موت پر اظہار رنج کیا ہے۔

معصوم شرفی اسیر کو خراج عقیدت

معصوم تو صرف انبیاء ورسل کی ذات اقدس ہے، دوسرا کوئی انسان پورے طور پر معصوم نہیں ہوسکتا، معصوم صاحب بعض رذائل سے بالکلیہ پاک تھے، کینہ، کدورت سے وہ پاک تھے، ان روحانی بیماریوں سے پاک ہونے کی وجہ سے جو شرف انہیں ملا تھا، اس کی وجہ سے وہ شرفی اور اردو زبان وادب کی خدمات کو پوری زندگی اوڑھنا بچھونا بنانے کی وجہ سے وہ اردو کے اسیر تھے، انہوں نے غلام سرور، بیتاب صدیقی، شاہ مشتاق احمد کے ساتھ مل کر جو اردو کے لیے کام کیا وہ تاریخ کا روشن باب ہے، میں جب بھی ان کے نام کے تینوں اجزاء پر غور کرتا ہوں، تو پرت در پرت ان کے نام کی معنویت کھلتی جاتی ہے، وہ بڑے شاعر تھے، خودداور ایسے تھے کہ ایک بار پروفیسر محمود نہسوی صاحب نے اردو اکیڈمی کے وائس چیرمینی کے دور میں پوچھ لیا کہ میں آپ کے لیے کیا کچھ کرسکتا ہوں تو ان سے ملنا جلنا ترک کردیا، ان کی شاعری کے مقام ومرتبہ کی تعیین کا کام ابھی باقی ہے، انہیں شاعر انقلاب کہا جاتا ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے پروفیسر غلام غوث صاحب کے ذریعہ منعقد ایک تعزیتی اجلاس میں کیا، اس موقع سے ان کی سوانح حیات پر کام کرنے والے کے لیے جناب امتیاز احمد کریمی ڈائرکٹر اردو ڈائرکٹوریٹ نے پچاس ہزار روپے دینے کا اعلان کیا، جناب حسن احمد قادری کی صدارت میں ۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو بہار اردو اکیڈمی میں منعقد اس پروگرام سے پٹنہ کی مشہور شخصیات نے خطاب کیا، جلسہ کی نظامت ڈاکٹر اسلم جادواں نے کی اور مولانا سعد احمد قاسمی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مونگیر میں تین طلاق بل کے خلاف ریلی میں ایک لاکھ سے زائد خواتین کی شرکت

تحفظ شریعت کمیٹی مونگیر کے زیر اہتمام خواتین کی خاموش ریلی نکلی جس میں تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ شہر اور مضافات شہر کی خواتین نے حصہ لیا، ریلی کی ابتداء سے پہلے ایم ڈبلو گر اسکول نزد مفصل تھانہ مونگیر میں احتجاجی ریلی نکالی گئی خواتین کی یہ ریلی بحسن وخوبی کلکٹریٹ مونگیر پہونچی اور خواتین پر مشتمل ایک نمائندہ وفد اپنے مطالبات کو میمورنڈم کی شکل میں ڈی ایم مونگیر جناب اودے کمار سنگھ کو پیش کیا اور ان سے گذارش کی کہ وہ خواتین کے مطالبات کو صدر جمہوریہ، وزیر اعظم ہند، وزیر قانون اور سربراہان حکومت تک پہونچادیں۔ عورتوں نے اپنے میمورنڈم میں مندرجہ ذیل چیزوں کا مطالبہ کیا۔ ہم تمام مسلم خواتین متفقہ طور پر تین طلاق بل کی مخالفت کرتے ہیں، اور اسے اپنے مذہب، معاشرہ اور خاندان کے لیے مضر پاتے ہیں، کیونکہ۔ ۱-سپریم کورٹ نے تین طلاق کو کالعدم کہا ہے، اور کالعدم کام پر کوئی سزا یا قانون نہیں بنا کرتا ہے۔ ۲-آئین ہند نے مذہبی معاملات میں مداخلت سے روکا ہے اور یہ بل براہ راست مذہب میں مداخلت ہے۔ ۳-طلاق سول معاملہ ہے، اور یہ بل اسے جرم میں شامل کررہا ہے۔ ۴-قانون سازی کے لیے کئی طریقے اور مرحلے بنے ہوئے ہیں، اسے طلاق بل کے معاملے میں نہیں اپنایا گیا ہے۔ ۵-بل میں طلاق کو جس طرح جرم بنا کر پیش کیا گیا ہے، وہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ ۶-طلاق دینے کے بعد سزا کی جو نوعیت اس میں درج ہے، وہ غیر اخلاقی، بے بنیاد اور غیر عقلی ہے۔ ۷-یہ بل اپنے آپ میں آئین ہند، سپریم کورٹ کے دیگر ججمینٹ اور دوسرے قوانین کے خلاف ہے۔ ۸-یہ بل سماج، معاشرہ اور خاندان کو برباد کردے گا، بل کی روشنی میں عورت کے لیے طلاق کا ثابت کرنا اور مرد کا جیل میں رہ کر نفقہ کی ادائے گی اور تین سال کے بعد خانگی معاملات کی دشواریاں، یہ مذکورہ ساری باتیں بہت عجیب اور پیچیدہ ہیں۔ اس لیے ہم جمہوری طور پر پورے امن وشانتی کے ساتھ اس بل کی پرزور مخالفت کرتے ہیں اور اپنے ملک کے باہوش شخصیتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اسے روکا جائے، ورنہ ملک کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور مذہب کے مداخلت بند کیا جائے۔ اسلئے حکومت وقت سے درخواست ہے کہ ہندوستان کی جمہوریت، آئین ہند اور قانونی نظام کے مخالف اقدام نہ کریں۔ ریلی کو کامیاب بنانے میں مونگیر کے ہر محلّہ کے نوجوان، سماجی کارکنان اور تحفظ شریعت کی حفاظت کے لیے بڑی تعداد میں لوگوں نے تعاون کیا۔

صدر جمہوریہ کے ذریعہ مسلم خواتین پر دلآزار جملے کی پرزور مذمت کرتے ہیں: مسلم خواتین مونگیر

تحفظ شریعت کمیٹی مونگیر نے گاؤں گاؤں دینی بیداری لانے کا کیا عہد

صدر جمہوریہ ہند کے حالیہ مشترکہ پارلیمانی اجلاس میں خطبہ کے دوران مسلم خواتین کے سلسلہ میں جو رکیک اور دلآزار جملے کہے گئے، تحفظ شریعت کی مسلم خواتین ونگ مونگیر نے اس کی پرزور مذمت کی ہے، اور حکومت ہند سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صدر جمہوریہ کے ان الفاظ اور ریمارکس کو حذف کرے، خانقاہ رحمانی مونگیر میں تحفظ شریعت کمیٹی کی مسلم خواتین ونگ کی ایک میٹنگ میں یہ قرارداد پاس کر کے مسلم خواتین مونگیر نے واضح کردیا کہ صدر جمہوریہ ہند کے ریمارکس سے انہیں سخت صدمہ پہونچا ہے، ان کا شدید احساس ہے کہ مرکزی حکومت نے صدر جمہوریہ کی زبان سے جو کہلایا ہے، وہ نہایت نامناسب اور ناموزوں ہے، کمیٹی کی خواتین ممبران نے کہا کہ مذہب اسلام نے سب سے پہلے حقوق اور آزادی عطاء کی ہے، تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے سماج میں عورتوں کی کوئی وقعت اور عزت نہیں تھی، اس نے اس کو ماں کا درجہ دیا اور بتایا کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، عورتوں نے کہا کہ مونگیر کی پچاس ہزار سے زیادہ مسلم عورتوں نے تین طلاق بل کے خلاف خاموش ریلی نکالی تھی، اور کلکٹر مونگیر کے واسطے سے صدر جمہوریہ ہند کو اپنا پیغام پہونچایا تھا، دوسرے شہروں میں بھی مسلم عورتوں نے اس بل کے خلاف احتجاج درج کرایا تھا، مگر افسوس ہے کہ مسلم عورتوں کے جذبات کو مرکزی سرکار نے نظر انداز کردیا، ہم لوگ مرکزی سرکار، وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ ہند سے ایک بار پھر اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے مذہب پر چلنے کے بنیادی حق میں رخنہ نہ ڈالے۔ میٹنگ میں تحفظ شریعت کمیٹی کی خاتون ممبران نے متفقہ طور پر دینی بیداری تحریک چلانے کا عزم کیا اور اپنے محلّہ اور گاؤں میں ہفتہ، پندرہ روز اور مہینہ میں خواتین کا اجتماع منعقد کر کے ان کو دین کی جانکاری فراہم کرنے کا فیصلہ کیا، تا کہ مسلم سماج اسلامی تعلیمات سے جڑے اور مسلمانون کے غلط اعمال کی وجہ سے اسلام کو نشانہ بنانے کا موقعہ نہ ملے۔ اس میٹنگ میں محترمہ صنم رضا پہلوی شجاعلپور، شبانہ خاتون بردہ، عشرت پروین کیوڑا میدان، روزی خاتون حضرت گنج، نرگس بیگم پرہم، شکیلہ رضوی دلاور پور، طلعت اظہر اشرف نگر، شہناز خاتون پورب سرائے، جویریہ شمشیر مبارک چک، نسیم سحر منت نگر، رومانہ رحمان، پورب سرائے، فاطمہ خانم پورب سرائے، بی بی قیصر بردہ، گلشن آراء نیا گاؤں وغیرہن شریک ہوئیں، میٹنگ کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت سے ہوا۔

s\MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 & PAGE 10 (1,1)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

۱۷، ۱۸ فروری کو رانچی اور گریڈیہہ میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کی طرف سے اسلامی ماحول اور تربیت کے ساتھ سی بی ایس طرز کے معیاری انگلش میڈیم اسکولوں کے قیام کی تمام تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں اور اس کی عملی شکل ان شاء اللہ رواں تعلیمی سال سے رانچی کے پسکا نگڑی اور گریڈیہہ میں امارت پبلک اسکول کی صورت میں سامنے آرہی ہے، دونوں جگہ امارت شرعیہ کی طرف سے معیاری اسکول کے قیام کو لے کے لوگوں میں خوشی کی لہر پائی جارہی ہے، اور گارجین حضرات نے اسکول کے ذمہ داران سے رابطہ کرنا شروع کردیا ہے، نیز داخلوں کا عمل جاری ہے اور تعلیمی سیشن 19-2018 سے دونوں جگہ باضابطہ تعلیم کا آغاز ہونے جارہا ہے، دونوں ہی جگہ بہترین جائے وقوع پر بہت کشادہ دومنزلہ جدید عمارت تیار ہے اسکول کے افتتاح کے اس تاریخی موقع پر رانچی کے نگڑی میں ۱۷؍فروری کو اور گریڈیہہ میں ۱۸؍فروری کو حضرت امیر شریعت کی صدارت میں عظیم الشان تعلیمی بیداری کانفرنس منعقد ہوگی، جس کی تیاریاں دونوں جگہ زور وشور سے جاری ہیں، ہر طرف بیداری کا ماحول ہے اور بڑی کثیر تعداد میں لوگوں کی شرکت ہونے جارہی ہے، اس سلسلہ میں ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے پسکا نگڑی، رانچی میں واقع امارت پبلک اسکول اور کانفرنس کی تیاریوں کا جائزہ لیا اور کانفرنس کو منظم اور بامقصد بنانے پر زور دیتے ہوئے منتظمین کو ہدایات دیں، حضرت ناظم صاحب کے ہمراہ دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی، مولانا ظہیر الحسن شمسی مبلغ امارت شرعیہ پٹنہ اور حافظ شمیم احمد کارکن دفتر امارت شرعیہ رانچی شامل تھے، امارت پبلک اسکول پسکا نگڑی رانچی کے انتظامی امور کے نگراں مولانا حفظ الرحمٰن مظاہری نے حضرت ناظم صاحب کو اب تک ہوئی پیش رفت کی خبر دی، اس موقع پر ناظم صاحب نے اسکول کے نظام تعلیم، کانفرنس کی کامیابی اور متعلقہ دیگر امور میں بہتری کے لئے مزید ہدایتیں دیں۔اس سفر میں حضرت ناظم صاحب حضرت قاری محمد علیم الدین قاسمیؒ کے گھر تشریف لے گئے جن کا ابھی چند دنوں قبل انتقال ہوگیا جہاں حضرت قاری صاحبؒ کے صاحبزدگان اور اہل خانہ سے اظہار تعزیت فرمایا اور کہا کہ قاری صاحبؒ کا امارت شرعیہ اور اکابر امارت شرعیہ سے بڑا گہرا تعلق تھا اور انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ دینی کاموں میں مشغول رکھا، ناظم صاحب نے ان کے صاحبزدگان سے قاری صاحب کی خدمات کو تحریری شکل دینے کی بات کہی، ناظم صاحب مشہور سرجن ڈاکٹر مجید عالم کے یہاں بھی تشریف لے گئے جن کی اہلیہ کا سنیچر ۳؍فروری کو انتقال ہوگیا تھا ۴؍فروری کو جنازہ کی نماز ادا کی گئی اور تدفین عمل میں آئی، جنازے کی نماز حضرت ناظم صاحب نے پڑھائی۔ناظم صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے گھر میں درس قرآن کے اہتمام کرنے پر زور دیا، رانچی سے ناظم صاحب گریڈیہہ تشریف لے گئے جہاں ۱۸؍فروری کو امارت پبلک اسکول کا افتتاح حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں ہونا ہے، اس موقع سے ایک عظیم الشان تعلیمی بیداری کانفرنس کا انعقاد بھی ہوگا، یہاں بھی ناظم صاحب نے جائزہ لیتے ہوئے مزید ہدایات دیں، اس موقع پر امارت اسکول کیمپس میں شہر کے خواص کی ایک خصوصی میٹنگ بھی ہوئی، جس میں ناظم صاحب نے موجودہ حالات میں اعلیٰ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی واسلامی تعلیم اور اخلاقی تربیت کی ضرورت پر چشم کشا باتیں کہیں۔ میٹنگ سے دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی اور مولانا صغیر احمد قاسمی نے بھی خطاب کیا نظامت کی ذمہ داری مولانا محمد ابوالکلام شمسی صاحب آفس انچارج مرکزی دفتر امارت شرعیہ پٹنہ نے ادا کی، جب کہ میٹنگ کا آغاز مفتی شمس الحق قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء مارت شرعیہ گریڈیہہ کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا اور حضرت ناظم صاحب کی دعا پر میٹنگ اختتام کو پہونچی۔

جناب ڈاکٹر کمال اشرف صاحب کی وفات ملی سانحہ ہے: ناظم امارت شرعیہ

شہر پٹنہ کے مشہور سرجن ڈاکٹر سید کمال اشرف کا مختصر علالت کے بعد مورخہ ۷؍فروری کی شام ساڑھے چھ بجے ان کی رہائش گاہ واقع ایس پی ورما روڈ میں انتقال ہوگیا، وہ بیاسی برس کے تھے، جنازے کی نماز العزیز مسجد چتکو ہرا اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں مورخہ ۸؍فروری کو ادا کی گئی، اور خانقاہ کے قبرستان میں ہی تدفین عمل میں آئی، امارت شرعیہ سے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی و مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری جنازے کی نماز اور تدفین میں شریک ہوئے اور اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ان کے انتقال پر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست کا انعقاد ہوا، اس نشست میں ڈاکٹر صاحب کے انتقال پر اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے فرمایا کہ ضلع پٹنہ کے بعض گھرانے ایسے ہیں جن کی ملی وسماجی خدمات بہار کی تاریخ کا روشن باب ہے، ان گھرانوں میں ایک باکمال گھرانہ ڈاکٹر کمال اشرف و برادران کا گھرانہ ہے، اس خاندان کا ہر فرد ملی خدمات میں نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ناظم صاحب نے مزید فرمایا کہ ڈاکٹر کمال اشرف صاحب کا امارت شرعیہ سے والہانہ لگاؤ تھا، اور ان کا بیش قیمتی تعاون ہمیشہ امارت شرعیہ کو ملا کرتا تھا، وہ امارت شرعیہ کے شوریٰ اور عاملہ کے رکن تھے، ان کی وفات امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران و کارکنان کے لیے بڑا صدمہ ہے، ہم سب ان کے اہل خانہ کے غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے ذریعہ کیے گئے خیر کے کاموں کو ان کے صدقۂ جاریہ بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، مدیر نقیب مولانا محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، آفس انچارج مولانا محمد ابوالکلام شمسی و دیگر ذمہ داران امارت شرعیہ نے بھی مرحوم کے لیے تعزیتی کلمات کہے اور کہا کہ مرحوم اپنے نیک کارناموں اور ملی خدمات کے لیے ایک عرصے تک یاد کیے جاتے رہیں گے، ان کے اندر دینی اداروں کی خدمت کا بے پناہ جذبہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ملی فکر کو ان کے مزاج کا حصہ بنایا تھا، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے تمام وارثین اور پسماندگان کی حفاظت فرمائے اور انہیں دین مستقیم پر قائم و دائم رکھے۔ناظم صاحب نے پھلواری شریف کی مشہور تبلیغی و دعوتی شخصیت جناب انجینئر محبوب صاحب کے انتقال کو بھی ملی سانحہ قرار دیتے ہوئے ان کے انتقال پر بھی دلی صدمے کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔

تحفظ شریعت کے موضوع پر خواتین کے اجتماع کا سلسلہ جاری

امارت شرعیہ کی تحریک پر پہلے مرحلہ میں ضلع پٹنہ کے مختلف حلقوں میں تحفظ شریعت کے موضوع پر خواتین کے اجتماع کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا، وہ اب بھی جاری ہے، ۲؍فروری تک کے پروگراموں کی رپورٹ قارئین نقیب کی نظروں سے گذر چکی ہوگی۔اس کے بعد سے جواب تک اجتماعات ہوئے ہیں اس کی جھلکیاں پیش ہیں۔

سرائے داناپور: ۳؍فروری روز ہفتہ کو سرائے داناپور کی مسجد اور اس سے ملحق ایک کشادہ ہال میں خواتین کا ایک شاندار اجتماع منعقد ہوا، ۲؍بجے دن سے شروع ہونے والا یہ اجتماع ۴؍بجے سہ پہر تک جاری رہا۔راقم الحروف (مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ) و مولانا محمد احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ کے علاوہ مولانا ایوب نظامی ناظم مدرسہ صوت القرآن داناپور کا خطاب ہوا، اجتماع کو صدر مسجد جناب توقیر صاحب، سکریٹری محمد عامر صاحب اور امام جناب مولانا رضوان صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ کامیاب بنایا۔ذمہ داروں کا احساس تھا کہ اس سلسلہ کو کم از کم سہ ماہی ضرور بنایا جائے۔

میوہ شاہ گلی شاہ گنج: میوہ شاہ گلی شاہ گنج، پٹنہ سٹی میں ڈاکٹر ذاکر حسین اسکول کے اندر ۳؍فروری کو دوسرا اجتماع خواتین منعقد ہوا، ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی و مفتی محمد سہیل قاسمی نے اجتماع میں شرکت کی، خواتین کی بڑی تعداد جذبہ ایمانی کے ساتھ شریک ہوئی اور ۲؍تا ۴؍بجے دن بڑوں کے خطاب کو سنا۔مقررین نے اجتماع کے مقاصد اور ملک کی موجودہ صورت حال سے خواتین کو آگاہ کیا، انہیں ایک مثالی ماں، با کردار بیوی، باشعور بیٹی بن کر زندگی گذارنے اور اپنے گھر کو اخلاق وتربیت کے اعتبار سے مثالی بنانے کا پیغام دیا، اجتماع کو بامقصد بنانے میں جناب الحاج سلام الحق، پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین اسکول نقی امام صاحب، جناب ریاض صاحب اور اسکول کے دیگر اساتذہ ومقامی حضرات نے حصہ لیا۔

نیو عظیم آباد کالونی: ۴؍فروری اتوار کے دن نیو عظیم آباد کالونی میں جناب محمد جنید صاحب ڈی ایس پی کے مکان میں ایک وسیع ہال کے اندر خواتین کا اجتماع ۱۱؍تا ایک بجے دن منعقد ہوا، راقم محمد سہراب ندوی، مولانا عبد الرحمٰن صاحب شعبہ تربیت قضا و مولانا شاہجہاں صاحب خدابخش لائبریری نے اجتماع کو خطاب کیا۔امام مسجد الحرام مفتی ابوذر صاحب نے نظامت کی، اس موقع پر مسجد الحرام میں واقع مکتب کی طالبات نے مختصر تعلیمی مظاہرہ بھی کیا، اجتماع میں تعلیم یافتہ خواتین کی بڑی تعداد شریک تھی، موضوع کی مناسبت سے بیانات ہوئے، جس کا اچھا اثر ہوا، اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں جناب تنویر خان ناظم مدرسہ معہد القرآن، مولانا شاہجہاں صاحب، مفتی ابوذر صاحب امام مسجد الحرام، معہد القران کے اساتذہ ودیگر مقامی حضرات پیش پیش رہے۔

نواب کوٹھی دیگھا: جامع مسجد نواب کوٹھی دیگھا کے بالائی حصہ میں خواتین کا بڑا اجتماع ۴؍فروری کو ۱۱؍تا ایک بجے دن منعقد ہوا، اس اجتماع کو جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ و مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ نے خطاب کیا۔

بے بی لینڈ اسکول پھلواری شریف: ۴؍فروری کو دوپہر ۲؍تا ۴؍بجے پھلواری شریف کے مشہور اسکول بے لینڈ اکیڈمی کے کانفرنس ہال میں خواتین کا اجتماع ہوا، جس میں بڑی تعداد میں خواتین نے شرکت کی، اس اجتماع کو راقم الحروف محمد سہراب ندوی اور نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے خطاب کیا، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری نے تلاوت اور نعت پیش کی۔اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں اسکول کے ڈائرکٹر محترم جناب شمیم اقبال صاحب، قاری مجیب الرحمٰن چمپارنی استاذ تحفیظ القرآن امارت شرعیہ، جناب مظہر حسین صالحؔ نے غیر معمولی محنت و مستعدی کا ثبوت دیا۔

فرحان علی انکلیو آشیانہ: فرحان علی انکلیو کے جماعت خانہ میں ۴؍فروری کو ۱۱؍تا ایک بجے دن خواتین کا اجتماع کا انعقاد ہوا، اس اجتماع میں مفتی امارت شرعیہ مفتی سہیل احمد قاسمی اور شعبۂ دعوت کے مولانا محمد احمد سجادی نے خطاب کیا، جناب طاہر صاحب اور عطاء الرحمٰن صاحب وغیرہ نے اپنے احباب کے ساتھ اجتماع کو کامیاب بنانے میں خوب محنت و مستعدی کا مظاہرہ کیا۔

سہیل میرج ہال ایف سی آئی روڈ: ۴؍فروری کو ۱۱؍تا ایک بجے دن سہیل میرج ہال ایف سی آئی روڈ کے وسیع ہال میں خواتین کا اجتماع کا انعقاد ہوا، جس میں ایف سی آئی روڈ، آر کے نگر، اور خلیل پورہ، مغربی محلّہ کی خواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی، تعداد کی کثرت کے اعتبار سے یہ اجتماع مثالی رہا، اس اجتماع کی صدارت مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی جب کہ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی مولانا آفتاب عالم قاسمی اور مولانا شکیل احمد قاسمی نے خطاب کیا، اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم نے مقامی رفقاء کے ساتھ مل کر اہم کردار ادا کیا۔مورخہ ۴؍فروری کو ہی علی نگر کالونی کے کمیونٹی ہال میں بھی خواتین کا اجتماع منعقد ہوا جس میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے خطاب کیا، مولانا مجیب الرحمٰن دربھنگوی معاون قاضی امارت شرعیہ اور علی نگر کے مقامی ذمہ داران نے اجتماع کے کامیاب انعقاد کی ذمہ داری انجام دی۔محلہ سنگی مسجد کے اسپیکٹرم انگلش اکیڈمی میں ہونے والے پروگرام میں مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ کا خطاب ہوا، اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں محمد شیرو، تنویر عالم وغیرہ نے خاص حصہ لیا۔غیاث نگر میں ہونے والے پروگرام میں مولانا رضوان احمد ندوی اور مولانا سہیل اختر قاسمی نے خطاب کیا اس اجتماع کی کامیابی میں جناب آرزو صاحب، جناب ماسٹر شبیر صاحب اور مولانا احتشام الحق امام جامع مسجد نے خاص حصہ لیا۔مورخہ ۵؍فروری روز سوموار کو دوپہر ڈھائی بجے دن سے جامعۃ المومنات فیڈرل کالونی عیسیٰ پور میں راقم الحروف کی شرکت ہوئی۔اس اجتماع میں ایک خاتون مقرر وحیدہ رحمٰن نے خواتین سے اثر انگیز خطاب کیا اور خواتین کی عظمت کے علاوہ موجودہ طلاق بل کے نقصانات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں مولانا عبدالواحد ندوی ناظم جامعۃ المومنات اور ان کے رفقاء نے اہم رول ادا کیا۔

...s\MD ASADULLAH\Downloads\12.02.2018.inp 26/05/39 07:11 & PAGE 11 (1,1)

(بقیہ اوندھے منہ)

تیسرا سبب یہ ہوا کہ کریڈٹ ریٹنگ اجنسی فیچ ریٹنگ نے اپنی رپورٹ میں واضح کیا کہ سرکار پر بھاری قرض کے دباؤ کی وجہ سے ریٹنگ میں سدھار میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے، ایجنسی کے مطابق بھارت سرکار پر جی ڈی پی کا ۶۸ فی صد قرض ہے، اس قرض کی وجہ سے بھارت کی اقتصادی ریٹنگ آگے نہیں بڑھ پا رہی ہے، فیچ ریٹنگ کے ڈائرکٹر تھامس رُک ماکر، کے بقول سرکار کی کمزور اقتصادی صورت حال کی وجہ سے یہ معاملہ سامنے آیا ہے، سرکار نے سکل گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کو تین فی صد تک محدود کرنے کے اپنے منصوبے کو ۲۱-۲۰۲۰ تک ٹال دیا ہے، جب کہ اس حکومت کی مدت کار ۲۰۱۹ء میں ہی ختم ہو رہی ہے۔

شیر مارکیٹ میں اُتھل پتھل اور گراوٹ کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ اس بجٹ سے ملکی معیشت کو سخت دھکا لگا ہے اور صرف متوسط طبقہ ہی نہیں سرمایہ کاروں کو بھی مایوسی ہاتھ لگی ہے، یہی وجہ ہے کہ ماہر اقتصادیات سابق وزیر اعظم من موہن سنگھ نے کہا کہ حکومت نے اس بجٹ میں ام اس پی پچاس فی صد سے زیادہ کرنے کا اعلان کیا ہے، اس کا انتظام کیسے ہوگا، مودی حکومت نے روزگار فراہم کرانے کا جو وعدہ کیا تھا، اس کی تکمیل چار سال گذرنے کے بعد بھی نہیں ہوسکی، الٹے وزیر اعظم سے جب اس مسئلہ پر سوال کیا گیا تو انہوں نے پکوڑے بیچنے والے کو بھی روزگار کے زمرہ میں رکھ دیا، بہت لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر چند روپے کما لینے کا نام روزگار کی فراہمی ہے تو حکومت کو گداگروں کو بھی برسر روزگار والی فہرست میں رکھ دینا چاہیے، کیوں کہ وہ تو پکوڑہ والے سے زیادہ کما لیتے ہیں، حزب مخالف نے اس بجٹ کو اسی پس منظر میں پکوڑے والا بجٹ قرار دیا ہے۔

(بقیہ استاذ القراء......)

اللہ رب العزت نے اس رشتے میں بڑی برکت عطا فرمائی، چھ لڑکے، سید راغب احسن، قاری محمد صہیب، قاری محمد فضیل، قاری محمد جنید، قاری محمد طفیل اور قاری محمد عباد اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں، سید راغب احسن شادی کے بعد بال بچے دار ہوئے اور اچانک غائب ہوگئے، آج تک پتہ نہیں چل پایا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا، ایک دوسرے صاحب زادہ کڈنی کے مریض ہیں، ڈائلاسس پر زندگی گذار رہے ہیں، قاری صاحب کے پاس اور بھی غم رہے ہوں گے، لیکن جہاں تک ہم لوگوں کی واقفیت ہے، قاری صاحب کو ان دو غموں نے زیادہ نڈھال کر دیا تھا، اور ان کی بگڑتی صحت میں ان کا بہت بڑا ہاتھ تھا، دو بیٹی اور تین لڑکیوں کی شادی وہ اپنی زندگی میں کرا چکے تھے، تین ناکتخدا ہیں، اس طرح پس ماندگان میں پانچ بیٹے دو بیٹیاں اور اہلیہ موجود ہیں۔

قاری صاحب مرحوم سے میری ملاقات بہت پرانی تھی، اتنی پرانی کے اب ماہ و سال بھی یاد نہیں رہے، کتنے جلسوں اور میلادوں میں ساتھ ساتھ شرکت ہوئی، میلادوں میں وہ ایک نعت اپنی مخصوص لے میں پڑھتے، جس کا مطلع تھا ''میری زندگی کی سحر گئی، میری زندگی کی یہ شام ہے۔ میں مدینہ دیکھ لوں اک نظر یہی فکر مجھ کو مدام ہے۔

پورا مجمع اس کو سن کر جھومتا، واہ واہ، سبحان اللہ کی آواز بلند ہوتی اور مجمع مسحور ہو جاتا، میری تقریر سن کر حوصلہ افزائی کرتے، جس گاؤں میں جاتے وہاں کے دور دراز کے رشتہ داروں سے ملنے کے لیے بھی وقت نکالتے ہم لوگ مذاق میں کہتے کہ قاری صاحب کے رشتہ دار تو ہر گاؤں میں ہیں، صلہ رحمی اور رشتہ داروں کا جیسا پاس وخیال وہ رکھتے کم لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا، کوئی غریب مدد کا طالب ہوتا تو اہل خیر سے ملانے کے لیے خود نکل کھڑے ہوتے، انہیں ایسا کر کے بے انتہا خوشی ہوتی، میرے چھوٹے بھائی ذکاء الہدیٰ کے وہ سسرالی رشتہ دار تھے، اس کا بھی خاص لحاظ رکھتے، والد صاحب کی بیماری کے موقع سے کئی بار عیادت کی غرض سے غریب خانہ پر تشریف لائے، ان کے اخلاق وعادات، شفقت ومحبت نے لوگوں کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا، وہ غریب وامیر سب کے لیے یکساں دستیاب تھے، اور آسان سے جو سواری دستیاب ہوتی سفر کر لیتے اور صاحب تقریب پر بار نہیں بنتے۔ خدا مغفرت کرے بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

(بقیہ درسگاہ اسلامی..........)

میری اس تحریر کا مقصد کتاب کی اہمیت کو کم نہیں کرنا ہے، بلکہ اس کو مزید مفید بنانے کے لیے یہ بطور مشورہ ہے، کیا بعید کہ آئندہ کوئی درسگاہ اسلامی پر کام کرنے والا اس کتاب سے مواد اخذ کر شاندار تاریخ لکھ ڈالے، جس سے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور چلانے والے نئی روشنی حاصل کر سکیں۔

ڈاکٹر عبدالودود قاسمی ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں، کہ انہوں نے درسگاہ اسلامی کو فکر ونظر کی بستی کے طور پر متعارف کرایا اور ہم اس کے ماضی اور حال سے آگاہ ہوسکے، ادارہ کے منتظمین روشن ماضی کی روشنی میں تابناک مستقبل کے لیے جہد وعمل کو جاری رکھ سکیں تو یہ اس کتاب کا دوسرا اہم فائدہ ہوگا۔

میں اس کتاب کی تالیف پر ڈاکٹر عبدالودود صاحب کو اور اس ادارہ کو فکر ونظر کی بستی بنانے کے لیے صدر کی حیثیت سے اپنی قوت وتوانائی لگانے والے ڈاکٹر عبدالوہاب اور ان کے رفقاء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ جس طرح ادارہ کی خدمات مقبول ہیں، ویسے ہی اس کی تاریخ پر مشتمل یہ کتاب بھی مقبول ہو گی۔

کتاب پر قیمت درج نہیں ہے، البتہ دربھنگہ میں درسگاہ اسلامی اور پٹنہ میں بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے حاصل کی جاسکتی ہے، لیکن اس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا ہوگا، اور آپ جانتے ہی ہیں کہ انتظار کی اپنی لذت اور اپنا مزہ ہے۔

(بقیہ اقلیتوں کے لیے حکومت کی تعلیمی اسکیموں کا جائزہ..........)

یہ امداد ایسے تعلیمی اداروں کو دی جاتی ہے، جو 20% سے زیادہ اقلیتی آبادی والے علاقوں میں کام کر رہے ہیں، جس سے پچھڑے علاقوں میں تعلیم اور خاص کر لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دیا جاسکے، اس کے تحت ضرورت کا 75% یا 50 لاکھ تک کا تعاون اضافی کلاس دوم اور کمپیوٹر لیب وغیرہ کیلئے دیا جاتا ہے، دوسری اسکیم مدرسوں میں معیاری تعلیم کی بہتری کیلئے ہے، جس کا مقصد مدرسوں کے تعلیمی معیار کو عام اسکولوں کے مضامین کے تعلیمی معیار کے برابر لانا ہے، جس کے تحت مدرسوں میں سائنس، ریاضی، زبان اور سوشل اسٹڈیز پڑھانے کیلئے ٹیچرس کو مناسب تنخواہ دی جاتی ہے اور ٹریننگ بھی دی جاتی ہے، اس کے علاوہ سائنس، کمپیوٹر لیب اور لائبریری کے قیام کیلئے بھی مالی امداد کا پروویزن ہے۔ ایسے مدارس کو NIOS سے جوڑ کر 8 ویں 10 ویں اور 12 ویں کی امتحان دلوا کر سند دی جاتی ہے، جس میں رجسٹریشن اور امتحان کی فیس بھی شامل ہے۔ NIOS امتحان کے بعد ووکیشنل تعلیم بھی مہیا کی جاسکتی ہے؛ تاکہ مدرسوں کے بچوں کو روزگار سے جوڑا جاسکے۔ صوبائی مدرسہ بورڈ کو بھی امتحان منعقد کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اسی وزارت کی ایک اور اسکیم کستوربا بالکا ودھیالیہ پچھڑے علاقوں میں رہائشی اسکول قائم کرنے کی ہے، جن میں اقلیتوں، SC,ST اور پسماندہ طبقوں کی بچیوں کو تعلیم دی جاتی ہے، 28 ریاستوں میں اب تک 427 اسکول مسلم اکثریت والے بلاکوں میں کھولے گئے ہیں، جن میں 75% سیٹیں SC,ST اور اقلیتوں کے لئے ہیں۔

مندرجہ بالا اسکیموں کے علاوہ وزارت اقلیتی امور نے اس سال مدرسوں کیلئے ٹیچر، ٹفن اور ٹوائلٹ کے نام سے نیا پروگرام شروع کیا ہے، جس کے تحت مدرسوں میں ایک لاکھ ٹوائلٹ بنائے جائیں گے، یہ اُن مدرسوں کے لئے ہے، جہاں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے، ان مدرسوں کو بااختیار بنانے کے لئے مڈڈے میل اور دوسری سہولیات بشمول وظائف دینے کا ارادہ ہے۔ ایک اور خوش آئند بات افضل امان اللہ صاحب کی صدارت میں ایک اعلیٰ اختیار والی کمیٹی کی رپورٹ ہے، جس میں سینٹرل اسکولوں کی طرز پر 211 نئے اسکول اقلیتی علاقوں میں قائم کرنا ہے، جس میں ہر اسکول پر 20 کروڑ روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے۔ اقلیتوں کے غلبہ والے اضلاع میں 25 کمیونٹی کالج بھی کھولنے کی سفارش ہے، جس میں ڈراپ آؤٹ طلباء کیلئے اسکل ڈیولپمنٹ اور اعلیٰ تعلیم کا انتظام ہوگا۔ اس کے علاوہ ملک میں قومی سطح کے 5 نئے Institute کھولے جائیں گے، جس میں سائنس، ٹیکنالوجی اور صحت سے متعلق اعلیٰ تعلیم دی جائے گی۔

مندرجہ بالا گذارشات کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لئے جہاں ہماری تنظیمیں اور تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، وہیں ہماری ذمہ داری ہے کہ حکومت کی تعلیمی اور فلاحی اسکیموں کا بھرپور فائدہ اُٹھائیں اور اُن کی تشہیر بھی کریں۔ میں سمجھتا ہوں AIEM بھی اس میں اہم رول ادا کرسکتا ہے۔

اقوال زریں

☆ ہم ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ الفاظ کا تبادلہ کرتے ہوئے روزانہ کسی قدر نیکی سمیٹ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کو مسرتوں سے بھی ہمکنار کرسکتے ہیں۔ (جارج الیٹ)

☆ ایمان ایک پرجوش وجدان کا نام ہے (ولیم ورڈز ورتھ)

☆ تعلیم زیادہ تر ان باتوں پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں ہم بھول چکے ہوتے ہیں۔ (مارک ٹوئین)

☆ گفتگو میں اعتماد ذہانت سے زیادہ کردار پر منحصر ہے۔ (لاروش فوکو)

☆ بہت سے لوگ اس سے آدھی محنت میں جنت میں جاسکتے ہیں، جو وہ جہنم میں جانے کے لیے کرتے ہیں۔ (بن جانسن)

اعلان مفقود الخبری

● **مقدمہ نمبر ۵/۱۳/۷ /۱۴۳۹ھ** (متدائرہ دارالقضاء رانچی) افسانہ پروین بنت محمد رفیق انصاری مقام وڈاک خانہ اِربا تھانہ اور ماجھی ضلع لوہردگا، جھارکھنڈ۔ مدعیہ۔ بنام۔ تفضّل انصاری ولد اختر انصاری مقام مسموہنا ڈاک خانہ وتھانہ بَڑکاکانا ضلع رامگڑھ، جھارکھنڈ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہٰذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء رانچی میں تقریباً چار سال سے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ پیشی ۲۱؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰؍مارچ ۲۰۱۸ء روز سنیچر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ اپنا اور گواہوں کا شناختی کارڈ ضرور لے کر آئیں اور اس کی کاپی دارالقضاء میں جمع کریں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۲۳۱/۲۲۹۵۵/۱۴۳۸ھ** ریشمہ پروین بنت نور عالم، مقام سیناپور ڈاکخانہ حاجی پور ضلع ویشالی۔ مدعیہ۔ بنام محمد نسیم ولد محمد سعید مرحوم مقام سلطان گنج ڈاکخانہ مہندرو ضلع پٹنہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولاپتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۲۴؍جمادی الاخری ۳۹ھ مطابق ۱۲؍مارچ ۲۰۱۸ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ اپنے ساتھ اپنا اور گواہوں کا شناختی کارڈ ضرور ساتھ لائیں اور اس کی کاپی دارالقضا میں جمع کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

جلد نمبر 66/56 ؍شمارہ نمبر 7 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ابھی تک ہے زندہ ان آنکھوں کا پانی
ہم اب بھی ستم کو ستم بولتے ہیں
(پرویز قاسمی)

اقلیتوں کے لیے حکومت کی تعلیمی اسکیموں کا جائزہ

عبدالرشید

سابق ڈپٹی سیکریٹری رنگاناتھ مشرا کمیشن 2001ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں مسلمانوں کی شرح خواندگی 59% تھی، جبکہ پورے ملک کی شرح خواندگی 65% تھی، ان اعداد شمار کے مطابق رنگاناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ میں یہ پایا گیا کہ مسلمانوں کی تعلیمی سطح مڈل؛ یعنی آٹھویں کلاس میں صرف 15.14% تھی، جبکہ ملک کی عام تعلیمی سطح 16.09% تھی؛ لیکن اس کے بعد سیکنڈری میں یہ تعلیمی سطح گھٹ کر 10.96% پر آ گئی، جبکہ عام تعلیمی سطح 14.13% تھی اور گریجویشن لیول پر یہ صرف 3.06% تک آ گئی، جبکہ عام تعلیمی سطح 6.72% تھی، 2011ء کی مردم شماری میں مسلمانوں کی شرح خواندگی میں کچھ اضافہ ضرور ہوا اور یہ بڑھ کر 68.53% تک پہنچی؛ لیکن جب تک عام ہندوستانی کی شرح خواندگی 72.98% تک پہنچ چکی تھی، حال ہی میں مختلف رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ مڈل، سیکنڈری اور گریجویشن کی سطح پر مسلمانوں کی تعلیمی سطح میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا ہے اور پچھلے سال TOI کی ایک رپورٹ کے مطابق 2011ء میں مسلمانوں کا گریجویشن لیول صرف 2.85% تھا، جبکہ پورے ملک کی سطح 5.6% تھی اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ جین کمیونٹی کا گریجویشن لیول 25% تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر 2012-13 میں آل انڈیا ایجوکیشنل موومینٹ نے امان اللہ خاں صاحب قیادت میں حکومت ہند کی تعلیمی اسکیموں کا جائزہ لینے کیلئے ایک Monitring Cell قائم کی تھی؛ تاکہ پتہ لگایا جاسکے کہ مسلمانوں کو ان اسکیموں سے کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے، اس سیل سے RTI کے ذریعہ حکومت سے ضروری معلومات حاصل کیں اور ایک مختصر رپورٹ تیار کی، جس کو بہار رابطہ کمیٹی کے ساتھ شئر کیا گیا تھا اور اس وقت کے وزیر برائے اقلیتی امور کو ایک تفصیلی مکتوب مارچ 2013ء میں بھیجا تھا جس کا ذکر بعد میں آئے گا، پہلے میں اقلیتوں کی تعلیمی فلاح و بہبود کیلئے جو اسکیمیں زیر عمل ہیں ان کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

وزارت اقلیتی امور کی تعلیمی و ہنر سے متعلق اسکیمیں پری میٹرک، پوسٹ میٹرک اور میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیمیں:

ان اسکالرشپس کیلئے عام طور پر جولائی اگست میں ان اقلیتی طلبا سے آن لائن درخواستیں طلب کی جاتی ہیں، جنہوں نے پچھلے سال کے امتحان میں کم سے کم 50% نمبر حاصل کئے ہوں اور ان کے ماں باپ کی سالانہ آمدنی پری میٹرک کیلئے ایک لاکھ، پوسٹ میٹرک کیلئے دو لاکھ اور میرٹ کم مینس کیلئے 2.50 لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، طلبا کو اپنی درخواستوں کے ساتھ آمدنی، رہائش اور اقلیتی طبقہ سے ہونے کا ثبوت یا حلف نامہ دینا ضروری ہے، 30% اسکالرشپ لڑکیوں کیلئے مخصوص ہیں اور وظیفہ کی رقم طالب علم کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اسکالرشپ یو جی سی اسکیم: یہ اسکالرشپ Ph.D. یا M.Phil کرنے کیلئے یو جی سی قواعد کے مطابق ان کے فیلوشپ کے برابر ہی ملتی ہے؛ لیکن اس کے لئے نیٹ پاس کرنا ضروری نہیں ہے، اس کیلئے سالانہ آمدنی کی لمٹ 2-50 لاکھ ہے اور 30% وظیفے لڑکیوں کیلئے ہیں۔

نیا سویرا فری کوچنگ اسکیم: اس اسکیم کے تحت سول سروس کی تیاری کیلئے وزارت کے ذریعہ منظور شدہ تعلیمی اداروں میں کوچنگ کیلئے تعلیمی اداروں کو سالانہ اور طلباء کو ہر ماہ مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ ان کی تعلیمی صلاحیتوں اور عام معلومات میں اضافہ کیا جاسکے۔ اس کے لئے ماں باپ کی آمدنی کی حد تین لاکھ تک ہے۔

اسی طرح کی ایک دوسری اسکیم نئی اڑان حال ہی میں شروع کی گئی ہے جس کے تحت ان امیدواروں کو جو یو پی ایس سی، SSC یا صوبائی پبلک سروس کمیشن کے ابتدائی امتحانات پاس کر چکے ہیں۔ gazatted پوسٹوں کی تیاری کیلئے 50,000 اور gazatted-Non کیلئے 25,000 کی مالی امداد دی جاتی ہے۔

لڑکیوں کیلئے مولانا آزاد اسکالرشپ اسکیم: یہ اسکیم ان اقلیتی طالبات کیلئے ہے، جنہوں نے 10 ویں کلاس میں کم سے کم 55% نمبر حاصل کئے ہیں اور جن کے ماں باپ کی آمدنی ایک لاکھ تک ہے، یہ اسکالرشپ 11 ویں اور 12 ویں کلاس کی طالبات کو مولانا آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کی طرف سے -/6000 سالانہ دی جاتی ہے، یہ فاؤنڈیشن منظور شدہ تعلیمی اداروں کو انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ کے لئے بھی خاص کر ہوسٹل کمپیوٹر لیب اور اضافی کلاس روح کیلئے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔

اسکالرشپ اسکیموں کے عمل درآمد میں دشواریاں: جیسا کہ میں نے کہا آل انڈیا ایجوکیشنل موومینٹ نے مندرجہ بالا اسکیموں پر اپنی رپورٹ کی بنیاد پر اس وقت کے وزیر اقلیتی امور جناب کے رحمٰن خاں صاحب کو 4 مارچ 2013ء کو خط لکھا تھا، جس میں بینک اکاؤنٹ کھولنے، آمدنی کی لمٹ اور اقلیتی طبقے سے ہونے کا ثبوت اور پچھلے کلاس میں کم سے کم 50% نمبروں جیسی شرطوں کی وجہ سے بہت سے اقلیتی طلباء اسکیم کا فائدہ نہیں اٹھا پا رہے تھے، ان ہی دشواریوں کی وجہ سے جناب ابوصالح شریف نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں 14 جنوری 2013ء کے TOI میں ذکر کیا تھا کہ وزارت کے 20% فنڈ استعمال نہیں ہو پاتے اور اسکالرشپ اسکیم مشکل سے 50% مسلم طلباء کو ہی مل پاتی ہے، ان حقائق کی روشنی میں وزیر موصوف سے شرائط کو نرم کرنے اور سالانہ آمدنی کی حد کو بڑھانے کی درخواست کی گئی تھی؛ لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل سکا۔ بہر حال اگر ہمارے NGOs مسلسل کوشش کریں تو موجودہ شرائط کے باوجود غریب اور پسماندہ مسلمان اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، ہمارا ایک وفد دسمبر 2014ء میں جنوبی ہند کے تعلیمی اداروں کے دورے پر گیا تھا، وہاں بنگلور میں ریٹائرڈ IAS افسر ضمیر پاشا صاحب نے بتایا تھا کہ ان کی مستقل کوششوں کے نتیجہ میں صوبہ کے اقلیتی طلباء کیلئے ایک سو کروڑ روپیہ تعلیمی وظیفوں کیلئے ملے تھے، وزارت اقلیتی امور کی مندرجہ بالا اسکیموں کے علاوہ دہلی حکومت کی اسکیم کے تحت پبلک اسکولوں میں پڑھنے والے طلباء کو ٹیوشن فیس کا reimbursement بھی ملتا ہے، جس کے لئے ماں باپ کی آمدنی کی حد دو لاکھ روپیہ ہے، مزید جامعہ ملیہ اسلامیہ، ہمدرد، جے این یو، دہلی یونیورسٹی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی اسکالرشپ کی بہت سی اسکیمیں ہیں، جن سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

پڑھو پردیس: اس اسکیم کا مقصد ان طلباء کو موجودہ تعلیمی لون اسکیم پر Interest Subsidy مہیا کرانا ہے؛ تاکہ وہ ملک سے باہر اچھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے بہتر تعلیمی اداروں میں، ماسٹر، M.Phil اور Ph.D. کی تعلیم حاصل کرسکیں، اس کے لئے وہ طلباء بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، جن کے ماں باپ کی سالانہ آمدنی 6 لاکھ روپیہ تک ہے۔

استاد اسکیم: اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے ماہر دستکاروں Craftman اور نئی پیڑھی کو متعلقہ ہنر کی ٹریننگ دی جاتی ہے؛ تاکہ ان کے روزگار اور روٹی روزی کے مواقعوں میں اضافہ ہوسکے، اسکیم کے تحت خاندانی پیشہ ورانہ ہنر کی بہتری کی تعلیم کیلئے مالی امداد، تحقیق اور ترقی کیلئے فیلوشپ کرافٹ میوزم کیلئے مالی امداد اور دستکاروں کے مال کی فروخت کیلئے NMDFC کے ذریعہ مالی امداد دی جاتی ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی فار اسکل: اس کے تحت وزارت نے اقلیتی مالیاتی کارپوریشن کے تعاون سے نیشنل اکیڈمی فار اسکل کا شعبہ قائم کیا ہے؛ تاکہ پسماندہ مسلمانوں کو تعلیم کے ساتھ ہنر اور تربیت دے کر اپنے پیروں پر کھڑا کیا جاسکے، اس کے علاوہ غریب نواز اسکیم کے تحت اسکل ڈیولپمنٹ سینٹر کھولنے کی شروعات بھی ہوگئی ہے۔

نئی منزل: اس اسکیم کا مقصد غریب اور کم پڑھے لکھے اقلیتی طلباء کو تعلیم اور ہنر کے ذریعہ روزگار سے جوڑنا ہے، اسکیم کے تحت ڈراپ آؤٹ ہونے والے ایک لاکھ طلبا کو اگلے 5 سالوں میں آٹھویں اور دسویں کلاس NIOS کے ذریعہ کروا کر روزگار فراہم کرانا ہے، اس میں 9 سے 12 مہینہ کا کیپسول کو دس مرتب کیا جائے گا، جس میں تین مہینے ہنر سکھایا جائے گا۔ کورس مکمل ہونے پر NIOS کی طرف سے سند دی جائے گی۔ ہنر اور ٹریننگ کیلئے NSQF کے مطابق متعلقہ اسکل ڈیولپمنٹ کونسل سے منظور ہوگا، جس کے بعد پاس ہونے والے طلباء میں سے 70% کو روزگار مہیا کرایا جائے گا۔

بجٹ: یہ بات اطمینان بخش ہے کہ مرکزی حکومت میں تبدیلی کے بعد بھی اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تعلیم سے متعلق بجٹ میں کوئی کٹوتی نہیں ہوئی ہے، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2015-16 میں 3632 کروڑ کے خرچ کے مقابلہ میں 2016-17 میں وزارت اقلیتی امور کا بجٹ 3827 کروڑ تھا، جس میں 1949 کروڑ تعلیمی اسکیموں کیلئے تھے، جبکہ 2017-18 میں یہ بڑھ کر 4195.48 کروڑ ہوگیا؛ یعنی 368 کروڑ کا اضافہ کیا گیا۔ بجٹ کا 70% تعلیمی اسکیموں کیلئے مختص ہے۔ ستمبر 2017ء کو اپنی وزارت کی کارکردگی بتاتے ہوئے وزیر برائے اقلیتی امور جناب مختار عباس نقوی نے کہا کہ پڑھو پردیس اسکیم کے تحت قریب دو ہزار طلباء اور طالبات کو غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم کا موقع دیا گیا ہے، فری کوچنگ کا فائدہ قریب 34 ہزار طلبہ کو ملا ہے اور نئی اُڑان اسکیم کے تحت تین ہزار سے زیادہ نوجوانوں کو سول سروس اور دوسری سرکاری نوکریوں کیلئے اقتصادی امداد دی گئی ہے۔

HRD وزارت کی اسکیمیں: اس وزارت کی اقلیتی تعلیمی اداروں کیلئے دو اسکیمیں ہیں: پہلی اسکیم کے تحت اقلیتی تعلیمی اداروں میں انفرااسٹرکچر ڈیولپمنٹ کیلئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ جس کا مقصد اقلیتی اداروں میں معیاری تعلیم کی فراہمی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ ر پر)